رجسٹرڈ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء نمبر ۵۰۸

جلد (۲) — عدد (۱)

اردو ترجمہ اسلامک ریویو لنڈن

معروف بہ

اشاعت اسلام

زیر ادارت

مسلم مشنری

خواجہ کمال الدین بی۔ اے — مولوی صدر الدین بی۔ اے

اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں کہ آپ رسالہ ہذا کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ انھیں رسالوں کی آمد ہفتہ وار مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت خریدار ووکنگ مشن کے یک ثلث خرچ کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

ماخوذ از اسلامک ریویو و مسلم انڈیا ماہ ستمبر ۱۹۱۶ء

(۱) شذرات	۴۲۵	(۲) عظیم الشان اسلامی تیوہار	۴۲۹
(۳) ایک اسلامی یادگار	۴۳۱	(۴) مسلم کانفرنس ہیکین	۴۳۳
(۵) مختلف تمدنی اور مذہبی قوانین کے ماتحت عورت کی حالت	۴۳۷	(۶) مسئلہ زندگانی	۴۴۷
		(۷) سیرت نبوی	۴۵۶

(۸) عشائے ربانی بمعہ شراب [illegible]

[illegible] زیر اہتمام [illegible] مطبوعہ [illegible] لاہور [illegible]

قابلِ توجّہ

[illegible] ہے کہ رسالہ اشاعت اسلام بعض خریداران کے پاس نہیں [illegible]
[illegible] بوقت اشاعت رسالہ نہایت ہی احتیاط کی جاتی ہے
[illegible] ہے کہ ناظرین کرام میں سے جس کو کسی ماہ کا رسالہ موصول نہو
[illegible] مطلع فرما کر اسی ماہ کے اندر اس ماہ کا رسالہ منگوا لیا کریں *

۲- [illegible] احباب از راہِ نوازش اپنے پتہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں اگر پتہ میں اصلاح کی ضرورت ہو تو منیجر رسالہ ہذا کو مطلع فرما کر پتہ درست کرا لیں تا کہ رسالہ عدم پتہ کی وجہ سے رائیگاں نہ ہوا کرے *

ناظرین کرام توسیع اشاعت کیطرف توجہ فرمائیں - منیجر رسالہ ہذا

اسلامک ریویو لنڈن قیمت سالانہ ۶؎

اور

[illegible] ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام قیمت سالانہ (۳؎) - ایڈیٹر خواجہ کمال الدین و مولوی صدر الدین صاحبان

ہم پبلک [illegible] اسلامک ریویو کو معروف کرانے کا محتاج نہیں۔ صرف ہم برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے [illegible] اسلامی مشن کے اخراجات بہت حد تک چل رہے ہیں۔ اس کا ہر ایک خریدار [illegible] بلاد غیر [illegible] اشاعت اسلام کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ اگر برادران ملت کوشش کر کے [illegible] رسالہ کے پانچ ہزار اور اردو کے دس ہزار خریدار پیدا کر دیں تو ان کا منافع ہمارے ووکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہو سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انگریزی رسالہ کئی ہزار تک بلاد غیر میں مفت تقسیم ہو۔ اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی [illegible] سالانہ [illegible] انگریزی رسالہ یورپ میں مفت تقسیم کر دیں گے۔ کیا ملت بیضا کی اشاعت کے عاشق [illegible] کو غنیمت سمجھو!!! اسلامک ریویو ہی ایک کامیاب ذریعہ اشاعت اسلام [illegible] یورپ میں نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہے۔ اس کو مفت [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوگا [illegible]

[illegible] منزل [illegible] لاہور

A Trio of Brave English Soldiers who have Joined the Colours of Islam.

From left to right: Gunner F. Leadon (Azeez), Pte. Ballard (Mubarak), Gunner H. Camp (Basheer).

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد (۲) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۶ء نمبر (۱۰)

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کے ساتھ جو تصویر شائع ہوتی ہے وہ تین انگریزی سپاہیوں کی ہے۔ جنھوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ بائیں طرف ایف لیڈن ہیں جن کا اسلامی نام عزیز رکھا گیا درمیان میں بلیرڈ ہیں جن کا اسلامی نام مبارک ہے اور دائیں طرف ایچ کیمپ ہیں جن کا اسلامی نام بشیر رکھا گیا ہے +

اس وقت اس فوج میں جو دشمن کے مقابل میدان جنگ میں پڑی ہے۔ علاوہ نومسلم سپاہیوں کے کئی ایک نومسلم بڑے بڑے افسران بھی ہیں۔ گو ہندوستان کی افواج نے فرانس کے میدان میں اپنی وفاداری اور جوانمردی کا ثبوت دیا ہے۔ اور مسلمان بھی ان میں شامل ہیں۔ مگر یہ خصوصیت صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے کہ اُن کے انگریزی نژاد دینی بھائی بھی مشغول جنگ ہیں۔ اُمید ہے یہ ہمارے دوست ایک مسلم کے سچے جوہر شجاعت اور جوانمردی کے میدان جنگ میں دکھائیں گے ۔

الحمد للہ کہ مولوی صدرالدین صاحب کی طبیعت روبصحت ہے۔ اور نسبتاً اب حالت بہت اچھی ہے اس بیماری کی حالت میں آپ کو پادری صاحبان کے اعتراضات کی خاطر مسجد میں لکچروں کے وقت آنا پڑا ہے اور گو بعض وقت طبیعت بہت کمزور بھی ہوتی تھی۔ مگر اپنے فرض کی ادائیگی میں اُن کاوٹوں کو آپ نے ہیچ سمجھا +

یہ مژدہ بھی قارئین کرام کے لیئے باعث مسرت ہوگا۔ کہ ہمارے مکرم خواجہ کمال الدین صاحب جو ۳ ستمبر کو کیلیڈونیا میں بمبئی سے روانہ ہوئے تھے۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۶ء کو بخیریت انگلستان پہنچ گئے۔ فالحمد للہ علی ذالک

گو مفصل رپورٹ نومسلمین کے متعلق ووکنگ سے نہیں پہنچی۔ مگر ۱۵۔ اگست کے آئے ہوئے خط سے معلوم ہوا کہ یکم اگست سے ۱۵ اگست تک پانچ نومسلموں کا اضافہ ہوچکا تھا۔ ان میں سے مسٹر جیکب ایک یورپین افریقی ہیں۔ جو ہمبرڈلیون میں مقیم ہیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم رومن کیتھولک طریق پر ہوئی۔ مگر اس مذہب کے عقائد سے ان کو کبھی اطمینان نہ ہوا۔ مقامی مسلمانوں سے بھی ملتے رہے اور ووکنگ سے کتابیں اور رسالے منگوا کر مطالعہ کرتے رہے۔ اب اسلام کے متعلق انشراح صدر ہونے پر مسلمان ہونے کا اعلان امام مسجد ووکنگ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اسلامی نام یعقوب رکھا گیا +

ایسا ہی عید کے حالات سے جو ووکنگ نیوز اینڈ میل مورخہ ۱۱ اگست میں شائع ہوئے ہیں اور کسی دوسری جگہ درج ہیں۔ معلوم ہوگا کہ دو لیڈیوں نے خطبۂ نماز عید کے بعد اسلام کا اعلان کیا۔ ان کے بعد ایک انگریزی خاتون اور ایک بلجیک نوجوان اسلام میں داخل ہوئے۔ خاتون کا نام مس ایڈتھ ٹامس ہے۔ اسلامی نام راحت رکھا گیا۔ کئی ماہ برابر تحقیق کو جاری رکھنے کے بعد ۱۳ اگست کو اعلان اسلام کیا۔ بلجیک نوجوان کا نام ماسٹر پیٹر ہے جو اپنی ماں کے ہمراہ وعظوں اور لیکچروں میں شامل ہوتے رہے۔ اور اسی جلسہ میں اُنھوں نے بھی اسلام کا اعلان کیا۔ اسلامی نام یوسف اکبر رکھا گیا +

اسی* رسالہ میں کسی دوسری جگہ قارئین کرام ایک رپورٹ بعنوان "ووکنگ میں پادریوں سے بحث" پڑھیں گے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ ایک ہندوستانی پادری صاحب نے ووکنگ کے ایک ایک گھر میں پھر کر اسلام کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اور پھر مسجد میں آکر اسلام پر جس قدر ممکن تھا اعتراض کیئے۔ جن کے جواب پھرے جلسہ میں معقولیت سے دیئے گئے اور ان جوابات کا اثر نومسلمین پر بہت اچھا ہوا ان اعتراضات کو سمجھنے کے لیئے یہی جان لینا کافی ہے کہ اُن کو پیش کرنے والے ایک ہندوستانی

* بوجہ عدم گنجائش یہ حالات اگلے نمبر میں ہدیۂ ناظرین ہونگے +

پادری تھے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے۔ یہ تو یہ بتا نہیں سکتے کہ اصول اسلام میں کونسا نقص ہے۔ نہ ہی اصول عیسائیت کو عقلاً ثابت کر سکتے ہیں۔ لے دے کر بس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر اعتراض ہیں۔ کیا سچ فرمایا تھا قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ ان لوگوں سے جن کو تم سے پیشتر کتاب دی گئی ہے اور مشرکوں سے بہت سی دکھ کی باتیں تم سنو گے۔ پس اگر صبر کرو اور اپنا بچاؤ کرو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اس میں یہ صاف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے اصول پر حملہ کرنے کے لئے تو اعدائے اسلام کے ہاتھ میں کچھ سب نہیں۔ کیونکہ اصول تو وہ ہیں جن کو تسلیم کرنے سے کسی عقلمند کو چارہ نہیں ہو سکتا۔ بس ان کا سارا سرمایہ صرف کچھ برا بھلا کہہ لینا ہے۔ سو اکثر مباحثات میں یہی حالت دیکھی جاتی ہے۔ سب سے بڑا اعتراض پادری صاحب کا یہ تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گناہگار ہیں ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ کیوں غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا میں عصمت انبیاء کے مسئلہ کو قائم کیا۔ اس کے برخلاف عیسائی مذہب نے تو گویا اپنا بنیادی اصول ہی اس بات پر رکھا ہے کہ سارے انبیاء گنہگار تھے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ دوسری کتابوں میں بھی کچھ ایسے تغیر و تبدل ہوئے کہ انبیاء کی شان کو وہ اب صحیح طور پر پیش نہیں کرتیں۔ خود بائیبل میں بڑے بڑے انبیاء کی نسبت جھوٹے الزام راہ پا گئے۔ ایسا ہی حال ہندو مذہب کے اوتاروں کا ہے کہ بڑے بڑے نیک انسانوں کی طرف برے کام منسوب کئے جاتے ہیں۔ لیکن اسلام نے آکر سب مذاہب سے یہ دھبہ دور کیا۔ اور یہ اصول قائم کیا۔ کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو سب نبیوں کے سردار اور آپ کی شان جملہ انبیاء سے بڑھ کر آپ کا کام اپنی عظمت کے لحاظ سے ایسا کہ دوسرے کسی نبی کے کام کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ کیونکہ ہمیشہ کے لئے ساری دنیا کی اصلاح مد نظر ہے۔ اسلام تو چھوٹے سے چھوٹے نبی کو بھی گنہگار قرار نہیں دیتا کیا وہ شخص جسکی شان میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ پھر وہ جس کے لئے فرمایا! قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اس کو گنہگار کہا جا سکتا ہے۔ اب کوئی کہے کہ انجیل میں حضرت مسیح تو کہتے ہیں کہ مجھے نیک مت کہو۔ سوائے خدا کے کوئی نیک نہیں۔ تو اس سے

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح نعوذ باللہ من ذالک فی الواقع نیک نہ تھے۔ یا بُرے تھے یا گنہگار تھے۔ افسوس ہے کہ اسی طرح کے بعض الفاظ کو لے کر پادریوں نے اپنے مذہب کے عقائد کی غیر معقولیت کی طرف دوسروں کی توجہ نہ ہونے دینے کے لیئے یہ طریق نکال رکھا ہے۔ کہ دوسرے مذہب پر حملے کرتے چلے جاؤ۔ اسی میں اپنی جان کا چھٹکارا ہے +

مگر پادری صاحبان پر یہ کوئی افسوس نہیں وہ اپنے مذہب کی حمایت جس طرح بہتر سمجھیں گے کریں گے افسوس ان مسلمانوں پر ہے جو ایسے عظیم الشان مفید اور بابرکت کام کے تباہ کرنے کی فکر میں ہیں اور اس کام کے کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگا کر اپنے ہی دشمنوں کے ہاتھ میں ہتھیار دے رہے ہیں ایسے کفر باز یہ یاد رکھیں کہ وہ اسلام کی ترقی کی راہ میں روک بن کر کسی نیک اجر کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اور خدا کے ہاں ان سے ضرور اس کی باز پرس ہوگی کہ اسلام کے نام لیوا ہو کر اسلام کا پاک کلمہ پڑھانے والوں کی راہ میں کیوں روک ہوئے۔ کاش یہ لوگ بجائے کسی مسلمان کو کافر بنانے کے کسی کافر کو مسلمان بنانے تو خدا کے ہاں کسی اجر کے مستحق ٹھیرتے +

لارڈ ہیڈلے کی تجویز کہ انگریزی سلطنت کے دارالخلافہ لندن میں ایک مسجد بطور یادگار اس امر کی بنائی جائے۔ کہ ہندوستانیوں نے وفاداری سرکار میں کیسے جوہر دکھائے ہیں اور ایسا ہی دوسرے اہل مذاہب کے معبد بھی قائم ہوں۔ بظاہر ایک بڑی ہی دلکش تجویز تھی۔ مگر انڈیا آفس سے اس کا جواب اطمینان بخش نہیں ملا جیسا کہ دوسری جگہ ان صفحات میں ذکر ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے لیئے پہلے کوئی نمونہ موجود نہیں اور اس لیئے وزراء اس قسم کی تجویز پیش نہیں کر سکتے۔ اس کا جواب ایک ہی فقرہ میں لارڈ ہیڈلے نے بڑی معقولیت سے یہ دیا ہے کہ اور بہت سے کام جو اس وقت ہو رہے ہیں ان کا بھی پہلے کوئی نمونہ دُنیا میں موجود نہیں۔ خود جنگ اس قسم کی ہے۔ پھر ہندوستانی سپاہیوں کا سرزمین یورپ پر جا کر لڑنا بھی ایک ایسا امر ہے جس کا کوئی نمونہ پہلے نہیں۔ لارڈ ہیڈلے کی تجویز گورنمنٹ کو ہر دلعزیز بنانے میں بڑی معاون ثابت ہوگی۔ اور واقعی ایک تکلیف اہل ہند کی بھی رفع ہو جائے گی +

قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر کی تین ماہ کے اندر اندر شائع ہو جانے کی امید ہے اس کے لیئے درخواستیں ابھی سے درج رجسٹر ہونگی۔ جو صاحب بعد میں مایوس ہونا پسند نہ

کرتے ہوں۔ چاہیئے کہ اپنی درخواستیں پہلے بھیجدیں۔ اسی ترتیب سے فرمائشوں کی تعمیل ہوگی جس ترتیب سے درخواستیں درج رجسٹر ہونگی۔ جو درخواستیں دیر سے آئیں ممکن ہے کہ انھیں دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے +

عظیم الشّان اسلامی تیوہار

ماخوذ از ووکنگ نیوز اینڈ میل

اخبار ووکنگ نیوز اینڈ میل اپنی ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں حسب ذیل رقمطراز ہے:-

" عید الفطر کا عظیم الشان اسلامی تیوہار جو رمضان کے بعد کی عید ہے۔ یکم اگست کو مسجد ووکنگ میں منایا گیا۔ قریباً پانچسو آدمی جمع ہوگئے۔ انگلستان۔ سکاٹلینڈ۔ آئرلینڈ کے مختلف صوبوں کے لوگ تھے۔ اور ہندوستان۔ عرب۔ عراق عرب۔ ایران۔ سوڈان۔ مصر شمالی اور جنوبی افریقہ کے رہنے والے بھی شامل تھے۔ فرانس بلجیم اور ہسپانیہ کے بھی کچھ لوگ تھے۔ بہت سے لوگ مشرقی لباس میں تھے۔ یہ نظارہ بہت مؤثر تھا۔ مشرق اور مغرب جن کے متعلق یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ وہ کبھی نہیں مل سکتے۔ آخر یہاں آکر مل گئے۔ اور بڑے برادرانہ طریق سے ملے ہوئے تھے۔ برطانوی مسلمان جن کے سردار لارڈ ہیڈلے تھے اخلاص سے عبادت میں اپنے مشرقی بھائیوں اور بہنوں پر سبقت لیجانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے سب مومن ایک قطار میں کھڑے ہوگئے۔ اور مولوی صدرالدین صاحب امام مسجد ووکنگ کے اقتدا میں عاجزی کے مختلف پہلوؤں میں نماز ادا کی +

امام نے قرأت عربی زبان میں نہایت ہی مؤثر لہجہ میں پڑھی۔ نماز کے بعد خطبہ فصیح و بلیغ عربی میں ادا کیا گیا۔ مولوی صاحب نے یہ بیان کیا کہ اسلام میں پروہتی کوئی نہیں۔ جماعت میں سے کوئی اور شخص بھی ان کی جگہ کھڑا ہو کر نماز کا امام بن سکتا تھا۔ انھوں نے اسلام کی وسعت اور اس کے عالمگیر مذہب ہونے پر بڑا زور دیا اور کہا کہ ہم اس بات کے قائل نہیں۔ کہ اصلی گناہ بھی

کوئی چیز ہے۔ جو ہر انسان کے بچّہ کو ورثہ میں ملتا چلا جاتا ہے اور نہ اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کی وجہ سے یہ گناہ ہؤا۔ (حضرت) محمد (مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیرووٴں کو یہ تعلیم دی ہے کہ عورتوں کی عزّت کریں۔ اور آپ نے خود اس پہلو میں اپنا نمونہ نہایت اعلےٰ درجہ کا دکھایا اسلام کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک عملی مذہب ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ ساری نسل انسانی کے لیئے نجات کا دروازہ کھُلا ہے۔ آپ خود ہر ایک مذہب کے پیرووٴں کی عزّت کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ ایک عیسائی وفد کو اپنی مسجد کی حدود میں اتارا اور اُن کو مسجد کے اندر اتوار کے دن گرجا کرنے کی اجازت دی۔ ہر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے۔ کہ اعمال صالحہ کے ذریعہ سے ہی نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ پرندوں۔ چارپایوں اور درختوں تک پر مہربانی کی ترغیب اسلام دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کا اصل الاصول یہ ہے کہ صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کی جائے اور اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کی جائے عیسائی ملکوں میں یہ ایک بڑی عام غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ کہ وُہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی غلطی نہیں۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک انسان تھے۔ ہم آپ کی اسی طرح عزّت کرتے ہیں جیسے دوسرے انبیاء علیہم السّلام کی۔ جن میں حضرت عیسےٰ علیہ السّلام بھی شامل ہیں +

دو انگریزی نژاد خاتونوں کے اسلام کا اعلان کیا گیا +

نماز کے بعد دسترخوان بچھائے گئے اور ساری جماعت کھانے پر بیٹھی جو ہندوستانی طرز پر تیار ہؤا تھا۔ اس موقعہ کی بڑی مرغوب غذا جسے سویّاں کہتے ہیں وہ بھی موجود تھی۔ رات خاصی گذر چکی تھی جب مجمع منتشر ہؤا +

مندرجہ ذیل کتب منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل نولکھا لاہور سے مل سکتے ہیں۔

تفسیری نوٹ مصنّفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے حصّہ اوّل قیمت (۶/)
نکات القرآن " " " " " " " حصّہ دوم " (۶/)
" " " " " " " " " سوم (۸/)
" " " " " " " " حصہ چہارم زیر طبع ہے +

ایک اسلامی یادگار

لارڈ ہیڈلے کی چٹھی بنام اخبار ڈیلی مرر

پچھلے ہفتہ ایک مضمون آپ کے اخبار میں نکلا تھا جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ میں ایک مسجد قایم کرنے کے لیئے چندہ کے واسطے اپیل کر رہا ہوں۔ یہ صحیح نہیں ہے +

چند ہفتے گذرے ہیں مَیں نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ ہمارے ہندوستانی بھائیوں کی طرف ہمارے قومی شکریہ کا نہایت موزون طریق پر یوں اظہار ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ ایک رقم سلطنت کے دار الخلافہ میں ایک مسجد بنانے کے لیئے مخصوص کر دے۔ جوان بہادر آدمیوں کی یادگار ہو جنھوں نے اپنی جانیں سلطنت کی حفاظت میں قربان کر دی ہیں۔ میں دستِ سوال دراز کرنے کا معاون بننا پسند نہیں کرتا جبکہ یہ ایک صاف بات ہے۔ کہ ایسی یادگار قومی مشترکہ سرمایہ سے قائم ہونی چاہیئے +

انڈیا آفس سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایسی راہ اختیار کرنے کے لیئے پہلے کوئی نمونہ موجود نہیں اور کہ وزرائے پارلیمنٹ میں کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کر سکتے +

اس کے جواب میں مَیں صرف اس قدر اشارہ کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ بہت سی باتیں آجکل ایسی واقع ہو رہی ہیں جن کا پہلے کوئی نمونہ نہیں۔ خود یہ جنگ ایسی ہے جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں۔ اس سے پہلے کبھی کوئی ہندوستانی سپاہی ہماری طرف سے ہو کر یورپ میں نہیں لڑے حالات بالکل نئے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں یہی مناسب ہے کہ کسی قدر دفاتر کی حدبندیوں سے آزاد ہو کر کام کریں۔ اور فیاضی سے اس قدر روپیہ الگ کر دیں جس سے نہ صرف اسلامی یادگار ہی قایم ہو سکے۔ بلکہ ہندوؤں کی یادگار بھی قایم ہو سکے :

ہیڈلے

رائل سوسائیٹیز کلب

مسلم انڈیا۔ ہم اپنے بھائی کی تجویز سے بکلی اتفاق کرتے ہیں کہ لنڈن میں ایک

مسجد کی سخت ضرورت ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ انگریزی کچھ بھی اس معاملہ میں دلچسپی یا ہمدردی کا اظہار کرے تو ان جزائر کی پبلک اور سلطنت کے دوسرے حصص کے رہنے والے بغیر دست سوال دراز کرنے کی اس مقدس یادگار کو قائم کر دیں گے۔ اگر برطانوی اخبارات نے درست لکھا ہے تو ایک دشمن گورنمنٹ نے بھی وہ نمونہ قائم کر دیا ہے جس کا مطالبہ انڈیا آفس نے لارڈ ہیڈلے سے کیا ہے +

اس امر کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ ایک فیاض لیڈی مس کانسٹن فینچفل نے سرجارج برڈووڈ کے ذریعہ ایک بڑا قطعہ زمین کا اور ایک مکان عام مسلمان قبرستان کے لیئے پیش کیا ہے۔ لارڈ ہیڈلے کی تجویز نے جو مسجد کے قیام کے متعلق ہے۔ اور مس فینچفل کے عطیہ زمین نے ہندوستان میں بڑی دلچسپی پیدا کی ہے۔ اور لوگ بڑے فکر بلکہ بے صبری کے ساتھ اس بات کو دیکھنے کے منتظر ہیں کہ دونوں تجویزیں عملی جامہ پہن لیں +

بدقسمتی سے افسران اعلےٰ ان تجاویز کی اہمیت کو پورے زور سے محسوس نہیں کرتے اور نہ اس بات کا خیال کرتے ہیں کہ اس بارہ میں لوگوں کو مایوس کرنے کا اثر کیسا بُرا ہوگا +

جہاں تک قبرستان کا سوال ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جو عطیہ نہایت فیاضی اور دریادلی سے پیش کیا گیا ہے وہ واپس نہ لوٹایا جائے گا۔ گو سرکاری جواب ہمت بندھانے والا نہ ہو۔ اب خود برطانیہ کے اندر لارڈ ہیڈلے جیسے قابل مسلمان موجود ہیں۔ جن کے سپرد ایسے اوقاف ہونے چاہئیں جو مسلمانوں کے فوائد کے لیئے ہوں +

نوٹ: امید واثق ہے کہ خطبات غربیہ کا سلسلہ جو آجکل زیر طبع ہے عنقریب شائع ہو جاوے گا۔ جن کی قیمت غالباً فی خطبہ پانچ آنے ہوگی۔ یہ درِ بے بہا قابل مطالعہ ہیں احباب درخواست خریداری ارسال فرمانے میں عجلت فرمائیں۔ نیز ہم اپنے ناظرین کرام کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم نے اشاعت اسلام بک ڈپو کو وسیع پیمانہ پر کھولدیا ہے۔ ہم ہر ایک قسم کی اسلامی کتاب اپنے قارئین کرام کو بہم پہنچائیں گے + اس کام کا اجراء ان شیدائے اسلام کا بار بار تقاضہ ہے جو ہم سے ہندوستان میں دور دراز گوشہ میں مقیم ہیں۔ جہاں کہ اسلامی کتب کا میسر آنا امر محال ہے۔ والسلام + تمام درخواستیں بنام منیجر اشاعت اسلام بک ڈپو عزیز منزل نولکھا لاہور

مسلم کانفرنس ببلکن ۱۹۱۶

گذشتہ سے پیوستہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۴۲۳ - رسالہ ستمبر ۱۹۱۶ء)

باہر سے ہمارے دشمنوں (دوسری سوسائٹیوں یا چرچوں) نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے ہیں اور وہ ہمیشہ ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کہ نقصان رساں کتابیں ہمیں بھیجتے رہیں۔ اندر سے اندھے اور بیوقوف لوگ اسلام کی اصل روح کھو بیٹھے ہیں۔ اور صرف ظاہری افعال کے پابند ہیں بلکہ وہ ہمارے مذہب میں تبدیلی کی ضرورت بھی پیش کرتے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھا ہے۔ کہ ہمارے ہم مذہبوں میں وہ لوگ جو ٹھیک طور پر ہمارے سید و آقا کو سمجھتے ہیں۔ اور آپ کو پاک خیال کرتے ہیں جو خواہشات نفسانی کو ترک کرنیوالے ہیں۔ اور اخلاص سے عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اور جو پاک نصیحتوں پر غور کرتے ہیں۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ ان تمام ناکامیوں کی وجہ یہ ہے کہ سچائی مخفی رکھی گئی ہے اور ہمارے اصول تاریکی میں رہے ہیں +

ہمیں ان لوگوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ جو باہر سے ہم کو نقصان پہنچانے کے لئے ہم پر حملے کرتے ہیں اور اپنے اندر جو لوگ سوئے ہوئے اور جاہل ہیں۔ ان کو بیدار کرنا چاہیے۔ اور تمام لوگوں کو جو اسلام میں شامل ہیں۔ یہ سکھانا چاہیئے۔ کہ وہ اسلام کی حقیقت کو سمجھیں۔ خواہشات نفسانی کا مقابلہ کریں۔ اور اپنے فرائض کو پورا کریں۔ ہم اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے والے ٹھیریں گے۔ اگر ہم سچائی کی اشاعت پورے زور سے نہ کریں۔ اور اپنے مذہب کے اصول سے سب لوگوں کو آگاہ نہ کریں۔ یہ ذمہ داری ہم سب پر ہے۔ اور ہم اس سے پہلو تہی نہیں کر سکتے +

اس "پاک اور سچی اخوت" کی کانفرنس کا منشا یہ ہے۔ کہ سب مشہور علما۔ دانا فلسفی۔ تجربہ کار لوگ ایک مقرر جگہ پر اکٹھے ہوں۔ تاکہ ہمارے مذہب میں جو ضروری یا مشکل امور ہیں۔ ان پر بحث کریں اور سب کے فایدہ کے لئے ان امور کو وضاحت سے بیان کریں۔ ہمارا منشا خالصاً مذہبی امور پر توجہ دینا ہے۔ اور پولٹیکل امور سے ہم بالکل اجتناب کریں گے۔ علاوہ ازیں ہمارا یہ بھی ارادہ ہے کہ اسلامی

تعلیم پر روشنی ڈالنے کے لئے کتابیں تیار کریں۔ اور اُن کو چھاپ کر شائع کریں۔ ان تصنیفات کا مدعا یہ ہوگا کہ صداقت پھیلائی جائے۔ اسلام کے فواید اور خوبیاں ظاہر کی جائیں۔ اصول اسلامی کو وسعت کے ساتھ پھیلایا جائے۔ اور اسلامی طریقوں کو مروج کیا جائے۔ اور ان کی تبلیغ کی جائے۔ اس قسم کی تصنیفات عنقریب ہی شائع ہونگی۔ اور اگر اُن سے کام لیا گیا۔ تو ہم جلد ہی دیکھیں گے کہ ہمارا سلسلہ اخوت کس طرح ترقی کرتا ہے۔ اور اس کے فواید سب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ہر ایک شخص اس تعلیم کو سن کر خوش ہوگا۔ اور مدد کے لئے بھی تیار ہوگا۔ یہ ہم سب کے لئے بڑی خوشی کا دن ہوگا۔ اور ہمارا مذہب بہت ترقی کریگا +

اس سلسلہ ترقی کے مجوزین پیکن کے مساجد کے عہدہ دار اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ اور ان کے بزرگ اور عالم لوگ ہیں۔ وہ اس کے موید ہیں۔ ان کے سارے دوسرے علما اور اخبار والوں کے دلدادہ ہیں +

مسلم کانفرنس کے قواعد

(۱) غرض۔ کانفرنس کی غرض تعلیم کا پھیلانا۔ قومی اتحاد کو بڑھانا۔ رواجات اور قانون میں یکجہتی پیدا کرنا۔ اپنے مذہب کی خوبیوں کا اعلان کرنا۔ اور ان طریقوں اور تدابیر کا اختیار کرنا ہے جن سے ہم ایک مذہبی جماعت ہونے کی حیثیت میں ترقی کر سکیں +

(۲) نام۔ اس کا نام "پاک اور سچی اخوت کی کانفرنس" ہوگا +

(۳) مقصد۔ کانفرنس کا مقصد بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ ہمارا کام صرف مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہمیں پالیٹکس سے نہ ذرہ بھر تعلق ہے نہ اس میں دلچسپی ہے +

(۴) ذمہ واریاں۔ کانفرنس کی غرض کو حاصل کرنے کے لئے ہم ذیل کی ذمہ واریاں تجویز کرتے ہیں :-

ا۔ ایسے رسایل تیار کرنا جن کے ذریعہ سے ہم اپنی سوسائٹی کے ممبروں کو واقف کر سکیں

ب۔ اپنی عظیم الشان کتاب مقدس کا ترجمہ کرنا تاکہ ہماری تعلیم عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو سکے

ج۔ اپنے درسی سکولوں اور طریق تعلیم کو ترقی دینا تاکہ ہم اپنی قوم کو مضبوط اور مستحکم کر سکیں +

د۔ نارمل سکولوں کا قایم کرنا اور قایم شدہ نارمل سکولوں کو ترقی دینا تاکہ اچھے معلم پیدا کر سکیں

ہ۔ لیکچروں کی اہمیت کو ظاہر کرنا تاکہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کی جا سکے۔ اور ان کے علم میں ترقی ہو +

(۵) **کانفرنس کی ممبری**۔ مسلم اخوت کے سب ممبروں کو حسب ذیل شرائط کے ساتھ شامل ہونے کا حق حاصل ہے:

ا۔ سند یافتہ وکلاء جو باقاعدہ پیکین کے سب معلم اور ملا:

ب۔ آنریری وکلاء سب معزز اور قابل لوگ:

(۶) **دستور العمل**۔ کانفرنس کا اجلاس پیکین میں ہوگا۔ اور تمام سوسائٹیوں کو ضروری ہوگا کہ اپنے وکلاء کو وہاں بھیجیں۔ کانفرنس کا فیصلہ ناطق اور قطعی ہوگا۔ معاملات کو جلد طے کرنے کے لئے اور مباحثات میں امداد کے لئے ایک کاروبار کی کمیٹی اور ایک مباحثہ کی کمیٹی ہوگی:

(۷) **عہدہ داران**۔ کاروبار کی کمیٹی کے میر مجلس اور نائب میر مجلس پیکین کے رہنے والے ہونگے یہ کمیٹی دس آدمیوں کی ہوگی جو سب کے سب پیکین کے مسلمانوں سے منتخب ہونگے:

مباحثہ کی کمیٹی کے میر مجلس اور نائب میر مجلس پیکین کے رہنے والے ہونگے۔ اس کمیٹی کے بیس ممبر ہونگے جن میں سے دس پیکین کے رہنے والے ہونگے۔ اور دس ہیرونجات کے بڑے بڑے مرکزوں کے رہنے والے:

تمام عہدہ داران کانفرنس میں سے منتخب کئے جائیں گے مگر مباحثہ کی کمیٹی کے میر مجلس اور نائب میر مجلس کا انتخاب صرف سند یافتہ وکلاء کریں گے:

بیرونی امور کاروبار کی کمیٹی کے ہاتھ میں ہونگے۔ اور اندرونی امور کمیٹی مباحثہ کے اختیار میں۔ دوسرے تمام ضروری امور جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوں وہ مناسب توجہ ضرورت کے لحاظ سے طے ہونگے:

(۸) **اجلاس کا وقت**۔ چار قسم کے اجلاس ہونگے۔ عہدہ داران کا اجلاس۔ باقاعدہ اجلاس جنرل کونسل اور خاص اجلاس:

ا۔ عہدہ داران کا اجلاس مہینہ میں دو بار ہوگا:

ب۔ باقاعدہ اجلاس مہینہ میں ایک بار ہوگا جس میں پیکین کے تمام عہدہ دار حاضر ہونگے

ج۔ جنرل کونسل سال میں دو دفعہ ہوگی جس میں اگر ممکن ہو تو تمام عہدہ داران حاضر ہونگے لیکن جو لوگ بہت دور رہتے ہیں اور حاضر نہیں ہو سکتے وہ معذور سمجھے جائینگے

کانفرنس کے اختتام پر کارروائی کی ایک رپورٹ ایسے سب لوگوں کو بھیجی جائیگی +

د۔ خاص اجلاس۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی اہم امر پیش آجائے تو عہدہ داران فوراً اکٹھے ہوکر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس قسم کا اجلاس ہونا چاہیئے۔ اور کون کون اس میں حاضر ہو۔ وغیرہ +

(۹) جنرل کونسل۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ایک کونسل معاملات پر بحث کرنے کے لئے بنائی جائے۔ اس کا دستور العمل حسب ذیل طریق پر ہوگا:۔

ا۔ ہر ایک منتخب شدہ وکیل کو کوئی امر پیش کرنے کا اختیار ہوگا +

ب۔ معاملات جن پر بحث ہونی ہو۔ اور ان معاملات کی ترتیب کا فیصلہ مباحثہ کی کمیٹی کریگی

ج۔ جب خاص طور پر اہم معاملات پیش ہوں۔ تو ایک نوٹس جس پر تمام عہدیداران کے دستخط ہونگے۔ باقاعدہ انتخاب شدہ ممبران کو بھیجا جائیگا۔ اور ان کو لکھا جائیگا۔ کہ وہ اس اہم معاملہ پر غور کرکے بذریعہ ڈاک جواب دیں۔ ایسے معاملات کو مباحثہ کی کمیٹی پہلے اچھی طرح سے دیکھ کر بحث کے لئے ان کے پیش کرنے کا فیصلہ کریگی +

د۔ کونسل کے تمام ممبروں کو مباحثہ میں حصہ لینے کا اختیار ہوگا +

ہ۔ فیصلہ جات سند یافتہ ممبروں میں سے نامی علماء کرینگے +

و۔ جب فیصلہ سنا دیا جائے۔ تو بعد میں اسکی عام اشاعت کی جائیگی +

ز۔ ان معاملات کے متعلق جن کا تعلق رواجات اور تعلیم سے ہے۔ خاص احتیاط کی جائیگی کہ وہ فیصلے اچھی طرح سے شائع ہوں۔ تاکہ سب پیروان اسلام کو ان کا علم ہو جائے۔

(۱۰) مالی انتظام۔ کانفرنس کے تمام اخراجات وکلاء ادا کریں گے +

کانفرنس نے یہ قواعد سر دست موٹے موٹے تیار کئے ہیں۔ تاکہ عارضی طور پر ان کو بوقت ضرورت استعمال کیا جائے۔ اگر کوئی غلطی معلوم ہو۔ تو تبدیل یا اصلاح ہو سکتی ہے +

اسلام پر مضامین یا رسایل کا خلاصہ مضمون

(۱) تمہید۔ لکھنے والے مضامین کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں +

(۲) قرآن کریم کی تفسیر۔ ایسی کتابوں سے انتخاب کئے جائیں گے۔ جو چینی زبان میں شائع ہو چکی ہیں +

(۳) احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ از دن ہاؤ جان۔

(۴) ضروری اسلامی قوانین - از ون چن چائی +
(۵) اسلامی رواجات - از لی یون ٹن +
(۶) اسلامی اصول صحت - از ون چن چائی +
(۷) سیرت نبوی - از چن زوہان +
(۸) اکابر اُمت کی زندگیاں - از ون چن چائی +
(۹) اسلام کا مختصر خاکہ - از ما چون آئی +
(۱۰) موجودہ خیالات - بہ تعلق مذہب - از سن شین وو - اس معاملہ میں جو شخص کوئی مدد دے سکتا ہووے مسٹر سن خوشی سے جو اطلاع پہنچے گی اُسے لے لیں گے +
(۱۱) معاملات چرچ پکین اور اٹھارہ صوبوں بیرونی دنیا میں - باہر سے اطلاع مطلوب ہے
(۱۲) کھلا محاکمہ
(۱۳) خطوط - خطوط موصولہ کے خلاصے +
(۱۴) منقولات -
(۱۵) سوالات

کانفرنس کا دفتر چاؤ زوہوٹن کی مسجد میں ہے - جو پکین شن جیہ گیٹ سے باہر ہے +

مختلف تمدنی اور مذہبی قوانین کے ماتحت عورت کی حالت

از شیخ ایم - ایچ قدوائی

نمبر ۳ - عیسائیت کے ماتحت عورت کی حالت

قبل اس کے کہ ہم اس مضمون کو شروع کریں - غلط فہمی سے بچنے کے لئے دو باتوں کا بتا دینا ضروری ہے +

ا - حضرت عیسیٰ کی بحیثیت ایک نبی - ایک مصلح - ایک انسان ہونے کے ہم بہت عزت کرتے ہیں اسکی

تعلیم اور جو قوانین انہوں نے درحقیقت دیئے۔ ان میں بھلائی ہی بھلائی تھی۔ لیکن آپ کے اصل الفاظ جن میں آپ نے تعلیم دی۔ اور آپ کی زندگی کے اصلی واقعات کی اس زمانہ کی کوئی یادداشت جب آپ موجود تھے قطعاً مفقود ہیں۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ ایک ایشیائی انسان تھے۔ جو تشبیہات اور مجازی رنگ کا کلام آپ نے استعمال کیا۔ ان کو اور آپ کی تعلیم کے حقیقی مفہوم اور اصلی منشاء کو ان یورپین مترجموں اور نکتہ چینوں نے جو بائیبل کی موجودہ صورت کے ذمہ وار ہیں بعض صورتوں میں ٹھیک طور پر نہ سمجھا۔ حضرت عیسیٰ خود کسی طرح ان کفریہ اعتقادات کے ذمہ وار نہیں۔ جن کو مسیح کا مذہب سمجھا جاتا ہے۔ اور جو عیسائیت کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں (اور انہی اعتقادات میں ہم بعض کا ذکر ذیل کے مضمون میں کرینگے) اور جو ان قوموں کی مذہبی سول اور تمدنی قوانین میں پائے جاتے ہیں۔ جو اس بلند مرتبہ اور پاک انسان یسوع ناصری کی تعلیم کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ مثلاً ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ جیسا کہ بائیبل کی بعض عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی ماں کی بے ادبی کی تھی *

۲۔ جن عیسائی بزرگوں کی تحریروں کے حوالے ہم اس مضمون میں دیں گے جن میں عورتوں کی جنس پر بڑے بڑے الزامات پائے جاتے ہیں۔ یا ان عیسائی مصنفوں کے حوالے دیں گے جنہوں نے عورت کو بالکل ہی ذلیل کرنا چاہا ہے۔ خواہ ایسے بزرگ اور مصنف مذہبی حیثیت سے یا اپنی عام حیثیت سے قابل وقعت سمجھے جاتے ہوں۔ تو خواہ ہم ان سے اپنا اختلاف رائے نہ بھی ظاہر کریں۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہ ہوگا۔ کہ ہم ان خیالات میں ان کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ فطرت انسانی فطرت حیوانی کی طرح مشرق اور مغرب شمال اور جنوب میں یکساں ہے۔ عرض یا طول کا فرق۔ رنگ یا مذہب کا اختلاف فطرت انسانی کو نہیں بدل سکتا۔ اچھے مرد اور عورتیں بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ اور برے مرد اور عورتیں بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ عورت بحیثیت ایک عورت ہونے کے نیکی سے پیار کرنیوالی۔ زود حس محبت کرنیوالی نرم دل ہے۔ خواہ دنیا میں کہیں ہو۔ بلکہ وحشی ملکوں اور وحشیانہ قوانین کے ماتحت بھی وہ انہی صفات سے متصف ہوتی ہے۔ یورپ کی عورت یا عیسائی عورت کی بھی ہم اسی لحاظ سے عزت اور محبت کرتے ہیں۔ بشرطیکہ اس نے خود اپنی ان صفات جنسی کو کھو نہ دیا ہو۔ ہمیں اس بارہ میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ بعض امور میں وہ تہذیب جو مغربی تہذیب کے نام سے مشہور ہے۔ اس تہذیب سے جس کو مشرقی تہذیب کہا جاتا ہے۔ افضل ہے۔ درحقیقت ہماری رائے یہ ہے

کہ ان دونوں تہذیبوں کا اتحاد جو غالباً ان دونوں تہذیبوں کے ماتحت رہنے والوں میں باہمی شادیوں کے ذریعہ سے بہت ترقی کر سکتا ہے۔ ایک ایسی تہذیب پیدا کر دیگا۔ جو اس وجہ سے کہ اس میں دونوں تہذیبوں کی خوبیاں آجائیں۔ اور دونوں کے نقص دور ہو جائیں گے۔ بہترین تہذیب ہوگی۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ایک یورپ کی عورت یا مرد کی زندگی آج بہت زیادہ باقاعدہ اور نظم کے ماتحت ہے۔ بہ نسبت عام ایشیائی مرد یا عورت کی زندگی کے۔ ہم اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ عام طور پر مسلمان عورتیں باوجود اپنے مذہب کے احکام کے کہ علم کی تلاش میں لگے رہنا چاہئے تعلیم یافتہ اور خواندہ ہونے میں عیسائی عورتوں سے بہت پیچھے ہیں۔ گو مؤخر الذکر کا مذہب ان کو علم حاصل کرنے کا کوئی حکم نہیں دیتا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح اس زمانہ میں مسلمان مرد علم اور علمی تحقیقات میں ان عیسائی مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ جو بہت زمانہ نہیں گذرا۔ ان کے شاگرد تھے۔ ہم کو اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ تعلیم میں ترقی کے بہت مفید نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور اگر یہ تعلیمی ترقی نہ ہوتی۔ تو عورتوں کی اخلاقی حالت مردوں کی طرح ان شہری اور تمدنی قوانین کے ماتحت جو عیسائی قوانین کے نام سے مشہور ہیں بہت خراب ہوتی۔ ہم ایک ہی عورت سے شادی کرنا پسند کرتے ہیں جس کو موجودہ مغربی تہذیب نے ایک قانون کے رنگ میں اختیار کر لیا ہے لیکن ہم تعدد ازدواج کو گناہ یا قابل نفرت فعل نہیں سمجھتے۔

اس حصہ مضمون میں ہمارا مقصد یہ ہوگا۔ کہ یہ دکھایا جائے۔ کہ کس طرح عیسائیت نے ایک مذہب ایک اخلاقی طاقت۔ ایک تمدنی قانون ہونے کی حیثیت میں عورت کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے۔ ہم ایک ایسا شیشہ سامنے لانے کی کوشش کریں گے جو اس مذہب کے ماتحت جو عیسائیت کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس تہذیب کے ماتحت جو عیسائیت کی تہذیب کہلاتی ہے عورت کی گذشتہ اور موجودہ بلکہ کسی قدر آئندہ حالت کا بھی انعکاس دکھانے والا ہو۔ اسی طرح پر آئندہ نمبر میں ہم یہ دکھائینگے کہ کس طرح اسلام نے بحیثیت ایک مذہب ایک نظم ایک قانون ہونے کی حالت میں عورت سے سلوک کیا ہے۔ اور اس کا عورت کی مذہبی تمدنی اور اخلاقی حالت پر جب اسلام پر عمل کیا جائے کیا اثر پڑتا ہے

ہر ایک شخص جو مذہبی تعصب سے الگ ہو کر غور کریگا۔ دیکھ لے گا۔ کہ دنیا میں اور کسی مذہب نے عورت کی حیثیت کو اس قدر کم نہیں کیا جس قدر اس مذہب نے جو ایسے خدا کے یا خدا کے بیٹے کی پرستش کرتا ہے۔ جو خود عورت ہی کے پیٹ سے پیدا ہوا جس میں مرد کا معمولی حصہ بھی نہ تھا عیسائی اس بات

کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہ کرشن اور بدھ کی پیدایش بھی ان کے "خداوند" کی طرح بغیر مرد کے ہوئی لیکن وہ اپنے "نجات دہندہ" کے بن باپ پیدایش پر بڑا فخر کرتے ہیں۔ اور گو وہ اپنے خداوند کے لئے انسانی باپ ہونے کا انکار کرتے ہیں مگر اسکی ماں کے ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کا بڑا حصہ اس ماں کو بھی معبود [illegible] ان کا یہ ایمان ہے۔ کہ جس طرح نسل انسانی کو گناہ سے بچانے کے لئے [illegible] باپ کے حضور پکار رہے۔ اسی طرح ماں کی شفاعت بیٹے کے حضور پکار رہی ہے۔ روم [illegible] اور دیوتاؤں کی خدمت میں کنواری مریم کو بہت بلند مقام دیتے ہیں مگر باایں معتقدات [illegible] سب عیسائی۔ اصلاح یافتہ اور غیر اصلاح یافتہ۔ کیتھولک اور پراٹسٹنٹ اپنے مذہب کی بنیاد ہی عورت کے گنہگار ہونے پر رکھتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ھبوط آدم کی عبرانی کہانی کو ہی قبول کیا ہے۔ بلکہ اس قدر آگے بڑھتے ہیں۔ کہ اس کے ساتھ کفریہ عقاید کا ایک بڑا مجموعہ شامل کر دیا ہے۔ اور ان سب باتوں کو اپنے مذہبی عقاید کے اصول میں داخل کر دیا ہے۔ کہ حوا نے پہلے ممنوع پھل کھایا۔ اور پھر آدم کو اس کے کھانے کی ترغیب دی۔ جس نے محض اسکی محبت کی خاطر اس پھل کو کھایا۔ تاکہ وہ اکیلی خدا کی سزا کے نیچے نہ آوے۔ کہ خدا نے ان دونوں کو زمین پر گرا دیا۔ اور ان کے گناہ کی لعنت ایسی جڑھ پکڑ گئی۔ کہ انسانی نسل کے ہر ایک مرد اور عورت میں سرایت کر گئی۔ اور اس سے نجات کا کوئی طریق ہی دنیا میں نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ساری نسل انسانی کو یہ ضرورت ہوئی۔ کہ ایک نجات دہندہ اپنے خون کے ذریعہ سے ایک غضب ناک اور نہ بخشنے والے خدا کے غصہ سے انہیں چھڑائے۔ کہ یہ نجات دہندہ گو خدا ہی کا ایک جزو تھا۔ مگر وہ زمین پر انسانی شکل میں آیا۔ کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ کچھ عرصہ گلیل میں رہا۔ جہاں کے کچھ ماہی گیر بھی اس کے ساتھ ہو گئے۔ یہودیوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ جنہوں نے اُسے صلیب پر چڑھوا دیا۔ گو اس نے خود ہر طرح سے کوشش کی۔ کہ اس قسم کی موت سے جو عموماً بڑے بڑے مجرموں کو دی جاتی تھی بچ جائے۔ اور جس موت کو وہ مقدس کتاب جس پر وہ ایمان رکھتا تھا۔ ایک بُری قسم کی موت قرار دیتی تھی۔ اس طرح پر عیسائیت کی عمارت کی بنیاد محض عورت کے مجرم ہونے پر ہے۔ اگر حوا اس قدر کمزوری نہ دکھاتی۔ کہ شیطان کے پیچھے لگ کر گناہ کی مرتکب ہوتی۔ اگر اس نے ایک معصوم بچہ کی طرح بیگناہ آدم کو لالچ نہ دیا ہوتا۔ تو گناہ فطرت انسانی میں داخل نہ ہوتا۔ اور کسی نجات دہندہ کی ضرورت نہ پڑتی۔ نہ گناہوں سے پاک کرنے کے لئے کسی خون کے گرانے

کی ضرورت پڑتی پس کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بڑے بڑے پاک مقدس عیسائی بزرگوں نے جو اولیا اللہ میں داخل سمجھے جاتے ہیں جیسے سینٹ برنارڈ سینٹ انٹونی سینٹ بناونچر سینٹ جیروم سینٹ گرگری اعظم سینٹ سائپرین ان سب نے عورت پر لعنت بھیجی۔ اور کل جنس عورت کے متعلق ایسے ہی خطرناک الفاظ بولے جیسے شیطان کا آلہ" "شیطان کے بازوؤں کی بنیاد" "ایک بچھو جو ہمیشہ ڈنک مارنے کو تیار ہے" "شیطان کا دروازہ اور گنہگاری کی راہ" "زنبور کی زہر اور اژدہا کا کینہ"۔ اور "وہ آلہ جو شیطان ہماری روحوں پر قبضہ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے"۔

پھر اس بات پر کوئی تعجب نہیں۔ کہ ٹرٹولین نے عورت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ کہ "وہ شیطان کا دروازہ ہے۔ ممنوع درخت کی مہر کو دور کرنیوالی ہے۔ الٰہی قانون کو ترک کرنیوالی ہے۔ خدا کی صورت یعنی انسان کو تباہ کرنیوالی ہے"۔ اور کوئی حیرت نہیں کہ اس نے کیوں عورت کو یوں الزام دیا ہے "کیا تم نہیں جانتی ہو۔ کہ تم میں سے ہر ایک حوا ہے۔ خدا کا فتویٰ اس تمہاری نسل پر اس زمانہ میں جاری ہے پس جرم بھی لازماً باقی ہے"۔ پھر اسکی اس شکایت پر کیا شکایت کا موقعہ ہے "تمہاری کمائی کی وجہ سے موت بلکہ خدا کے بیٹے کو بھی مرنا پڑا"۔ اور یہ کوئی مقام استعجاب نہیں۔ کہ وہ عظیم الشان عیسائی سینٹ کریسوسٹم یوں نالاں ہے "عورت ایک ضروری بدی ہے۔ ایک قدرتی برائی کی ترغیب ہے۔ ایک چاہی گئی مصیبت ہے ایک خانگی خطرہ ہے۔ ایک مہلک کشش ہے۔ اور ایک مصیبت ہے جسکی شکل بہت اچھی بنائی گئی ہے"

کرائسٹ کے پادری نے مندرجہ ذیل الفاظ میں عورت کی کمزوری مرد کے مقابلہ میں سے ظاہر کیا ہے:۔

ا۔ مرد کا پیدایش میں اول ہونا آدم پہلے پیدا ہوا پھر حوا۔

ب۔ طریق پیدایش۔ مرد عورت سے نہیں۔ بلکہ عورت مرد سے ہے۔

ج۔ غرض پیدایش۔ مرد عورت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

د۔ پیدایش کا نتیجہ۔ مرد خدا کے جلال کی تصویر ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔

ہ۔ عورت کا پہلے گرنا۔ آدم نے فریب نہیں کھایا۔ بلکہ عورت فریب میں آ کر گناہ کی مرتکب ہوئی۔

و۔ شادی کا تعلق جس طرح پر کلیسیا مسیح کے ماتحت ہے۔ اسی طرح چاہئے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کے ماتحت رہیں۔

ز۔ مرد اور عورت کی افسری۔ ہر مرد کا افسر مسیح ہے۔ مگر عورت کا افسر مرد ہے۔

آج کے دن تک عیسائی کلیسا کے قانون نکاح کے ماتحت ہر عورت کو نکاح کے وقت باقرار صالح معاہدہ دینا پڑتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کریگی۔ بڑے اور چھوٹے روس میں آج کے دن تک دُلہن کے دولہا کے پہلی دفعہ بوٹ اُتارنے کی رسم نہایت ضروری خیال کی جاتی ہے۔ بڑے روس کے بعض حصوں میں ایک پرانی رسم اب تک چلی آتی ہے۔ کہ جب دولہا دلہن کو اس کے گھر سے لے جانیوالا ہوتا ہے۔ تو دلہن کا باپ ایک خاص طور پر تیار کیا ہوا کوڑا لیتا ہے۔ اور آہستہ سے اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ مار کر وہ کوڑا یہ کہتے ہوئے دولہا کو پکڑا دیتا ہے۔ کہ میں نے آخری مرتبہ اس کا استعمال کر لیا ہے ؂

چھٹی صدی کے آخیر کے قریب اور یہ وہی صدی ہے جس میں جنس عورت کا حقیقی نجات دہندہ عرب سے اٹھا۔ میسن کی کونسل میں ایک بشپ نے یہ سوال بھی اٹھایا تھا۔ کہ کیا عورت سچ مچ ایک انسان بھی ہے۔ اس نے خود اس سوال کا جواب نفی میں دیا لیکن اس مجلس کے زیادہ حصہ ممبران نے زیادہ نرم اور زیادہ رواداری کا پہلو لیا۔ اور اس بات کو ثابت شدہ سمجھا۔ کہ عورت گو بہت سے نقصوں سے بھری ہوئی ہے۔ تاہم وہ نسل انسانی کی ایک جزو ہے۔ تاہم کلیسا کے بعض بزرگوں نے اس بات پر زور دیا کہ عورت ذات صرف اس دنیا کی زندگی تک محدود ہے۔ اور کہ قیامت کے دن عورت ایک ایسی ہستی کی صورت میں اٹھائی جائیگی جن کی جنس کوئی نہیں ؂

انگیزل کی ایک کونسل نے عورت کو اس بات سے روک دیا۔ کہ وہ عشائے ربانی کو اپنے ننگے ہاتھوں میں لے۔ اور بعض قوانین ایسے بھی مروج تھے۔ جن کے رو سے عورتوں کو یہ حکم تھا۔ کہ وہ مذہبی میز کے نزدیک نہ آئیں۔ یہ اسی قسم کی رسم معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ابتدائی زمانہ کے ہندوؤں میں بھی پائی جاتی تھی۔ کہ اگر ایک عورت یا کُتا یا شودر کسی مقدس بُت کو چھو جائے۔ تو اس کا دیوتاپن باقی نہ رہتا تھا۔ اور اگر وہ بُت مٹی کا ہو تو اُسے پھینک دیا جائے۔ ورنہ دیوتا بنانے کی رسوم کا از سر نو اعادہ کیا جائے ؂

یسوع مسیح کہتے ہیں کہ میں شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں پس ظاہر ہے کہ انہوں نے توریت کے اس حکم کو بھی قبول کیا۔ جو عورت کے بیاہا جانے کے بعد اس کے لئے زندگی کا زریں اصل سمجھا گیا ہے "تیری خواہش تیرے خاوند کے لئے ہوگی۔ اور وہ تجھ پر حکومت کریگا" خود یسوع مسیح کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی مقدس ماں کو بے ادبی سے خطاب کیا۔ اور ایسے الفاظ میں اُن کو جھڑک دیا۔ جو آج مہذب سوسائٹی میں کبھی اچھے نہیں سمجھے جاسکتے۔ پولوس جسکی موجودہ عیسائیت یسوع مسیح سے بھی زیادہ

ممنون احسان ہے۔ اور جسکی شخصیت زیادہ تاریخی بھی ہے۔ یوں حکم دیتا ہے "مرد عورت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا کی گئی" اور پھر کہتا ہے کہ "چاہئے کہ عورت خاموشی سے کلیتہً ماتحت رہ کر سیکھے۔ کیونکہ میں یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ عورت کو کبھی مرد پر کچھ اختیار ہو۔ بلکہ اس کے لئے خاموشی میں رہنا ہے" عورت ممبر اور قربان گاہ کو چھو نہیں سکتی۔ انگلستان کے کلیسا میں وہ قانوناً عملی طور پر ناپاک خیال نہیں کیجاتی ہے۔ غیر کیتھولک کلیساؤں میں مرد اور عورت کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسے کیتھولک کلیساؤں میں۔

سچ یہ ہے۔ کہ اگر عیسائیت کی مذہبی بنیاد اتنی کمزور نہ بھی ہوتی۔ جو معقولیت کے حملوں کے سامنے قایم نہیں رہ سکتی۔ پھر بھی یہ مذہب دنیا میں قبولیت حاصل کرنے کے قابل نہ تھا کیونکہ اس کے مذہبی بانیوں اور بزرگوں نے نصف نسل انسانی کی بہت ہی ہتک کی ہے۔ کوئی عورت جس میں خودداری ہے ایسے مذہب کو پسند نہیں کر سکتی۔ جو اس کو لعنت اور الزام کا مورد بناتا ہو۔ اور جس نے اپنی بنیاد ہی عورت کی مجرمیت پر رکھی ہو۔ بلکہ مجرمیت بھی دوہری۔ ایک اپنے خالق کی نافرمانی۔ دوسرے ایک بے گناہ مرد کو اپنے جرم میں شریک کرنے کا گناہ۔ اور اس طرح پر گویا اس نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جس نے نسل انسانی کو ایک ایسے گناہ سے آلودہ کر دیا جس سے وہ اپنی کوشش کے ساتھ پاک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے لئے خود خدا کی قربانی بکار ہے۔

اگر یہودی اعتقاد کی رو سے عورت مجرم نہ ہوتی۔ تو ساری عیسائی عورتیں اس قوم کو دعائیں دیتیں جنہوں نے انسان خدا کو صلیب پر کھینچا۔ اور اس طرح پر ان کے گناہ کا کسی قدر کفارہ کر دیا مگر افسوس کہ اس حصہ نسل انسانی کے لئے جنہوں نے عقلی طور پر کبھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ ایک شخص کے پھانسی پانے اور ساری دنیا کے گناہوں میں کوئی باہمی تعلق نہیں۔ لیکن سب سے زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے۔ کہ گو خدا کا اکلوتا بیٹا قربانی چڑھایا گیا۔ گو یہودیوں نے ایک بے گناہ انسان کو صلیب پر کھینچکر ساری نسل انسانی کو ممنون احسان کر دیا۔ گو یہ فرض کیا جاتا ہے۔ کہ مسیح کا خون نسل انسانی کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ مگر ابتک حوا کا گناہ ابھی تک معاف نہیں ہوا۔ نہ خدا نے اُسے معاف کیا نہ انسان نے۔ ابھی تک ہر ایک انسان کا بچہ گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ جو جہنم میں ڈالا جانے کے قابل ہوتا ہے۔ ابھی تک عورت کا یہ داغ دھویا نہیں گیا۔ کہ اس نے ساری نسل انسانی کو گنہگار کیا۔

ان لوگوں کو جو مسیح کے پاک کرنیوالے خون پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں سے کیا نسبت ہے جو اس قسم کا غیر معقول عقیدہ نہیں رکھتے۔ یقیناً اس بات کو نہ ماننے والے ماننے والوں سے بہت زیادہ ہیں۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا کے اکلوتے بیٹے کی قربانی سے بھی اکثر حصہ نسل انسانی کے لئے عورت کے اس گناہ کا کوئی کفارہ نہیں ہوا۔ نسل انسانی کے اکثر حصہ کو ہمیشہ کے لئے ہلاک کرنیکی عورت ذات اب بھی مجرم ہے۔ اور اسکی اس مجرمیت کا اس سے بھی بڑھ کر ایک تاریک پہلو ہے۔ اسکی مجرمیت کی وجہ سے اور اس جرم کے نسل انسانی میں سرایت کر جانے کی وجہ سے خود ہر عیسائی کا ایک ایک بچہ بھی ہمیشہ کے لئے آگ میں جھلسا جانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جب تک کہ وہ بپتسمہ کے ذریعہ سے کلیسیا میں نہ مل جائے۔ کیونکہ گو اس نے خود ابھی کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ بلکہ اس کو گناہ کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ہوش نہ ہو۔ مگر اس وجہ سے کہ وہ دو انسانوں کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ اصلی گناہ کی لعنت کو اپنے ساتھ لے آتا ہے۔ بیلی کہتا ہے۔ کہ وہ رائے جس کا نقشہ ایسے پرزور الفاظ میں ایک عیسائی بزرگ نے کھینچا ہے جس نے یوں کہا ہے۔ کہ مجھے کچھ شک نہیں۔ کہ ایک ایک بالشت کے بچے بھی دوزخ کے فرش پر رینگتے پھر رہے ہونگے۔ ایسی نہیں کہ اس پر زیادہ لکھنے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے +

تمام قدیم بزرگوں نے بغیر کسی استثناء یا اظہار تامل کے یہ فتوے دیا ہے۔ کہ جو بچے بغیر بپتسمہ پانے کے مر جاتے ہیں۔ وہ بہشت میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ نہ بپتسمہ پائے ہوئے بالغوں کی صورت میں بعض حالات میں استثناء کیا گیا۔ مگر بغیر بپتسمہ کے بچوں پر نہایت سختی کے ساتھ فتویٰ دیا گیا۔ یہاں تک کہ پلیگیٹس نے بھی جو گناہ کی ورثہ کے اصول کو قبول نہ کرتا تھا چھوٹے بچوں کے بپتسمہ پانے کے عقیدہ کو قائم رکھا محض اس لئے کہ اماں حوا نے کوئی سیب کھا لیا۔ اور پھر وہی سیب بابا آدم کو کھلا دیا۔ وہ بچہ بھی جسکی زندگی ایک لمحہ بھی رہی ہے۔ ہمیشہ کی آگ میں جلایا جائیگا!

غریب خوف زدہ دیندار مائیں کلیسیا کے اس خطرناک فتوے سے بچاؤ کے لئے جسکی اصل بنا عورت کا ہی گناہ تھا۔ درد انگیز طریقوں سے کبھی ایک طرح اور کبھی دوسری طرح کوشش کرتی تھیں۔ بعض وقت بپتسمہ کا پانی رحم پر چھڑکا جاتا تھا۔ بعض اوقات اس امید پر کہ قادر مطلق خدا اپنے بیٹے کی سفارش کی وجہ سے ارادہ کو ہی تاریخ کو قبل از وقت سمجھ لیگا۔ مردہ پیدا ہوئے ہوئے بچوں کو بپتسمہ دیا جاتا تھا اور اسی طرح مختلف طریقوں میں اس خطرناک فتوے سے بچنے کی کوشش کی جاتی تھی +

ریفارمیشن (اصلاح مذہب عیسوی) نے بھی عورت کو اس اپنی نہایت پرانی مجرمیت کی خطرناک نتیجہ سے چھڑانیکی کوئی راہ نہ بتائی۔ پراٹسٹنٹ کیتھولک سے بھی بڑھ کر یہ سکھاتے تھے۔ کہ کس طرح ایک کی پاکیزگی دوسرے میں سرایت کرجاتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ ایک کے جرم کے دوسروں میں سرایت کرجانے پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ لوتھر کے پیروؤں نے آگسبرگ کے کانفیشن میں بپتسمہ کی ان ٹل ضرورت کو اسی طرح زور سے پیش کیا۔ جیسے ٹرینڈنٹائن کرتے تھے۔ قانون بعض صورتوں میں نہ بپتسمہ پائے ہوئے بچوں کے لئے زیادہ رحم دل ثابت ہوا۔ مگر کسی فرقہ نے اس سے زیادہ متواتر اور موکدانہ پیرائے میں فطرت انسانی کی خرابی پر زور نہیں دیا۔ اور پھر اس کے جو نتایج ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ یعنی محض فطرت انسانی کو لیکر پیدا ہونا۔ ایک شخص کے ہمیشہ کے لئے جہنمی اور لعنتی ہونے کے لئے کافی ہے۔ اور بچوں کا بھی اکثر حصہ اسی ہمیشگی کی سزا کے ماتحت ہے۔ نجات سے مایوسی کے اصول کے چند سرگرم حامیوں نے یہاں تک بھی کہہ دیا۔ کہ سب بپتسمہ پائے ہوئے بچے بھی نجات نہیں پا سکتے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ قادر مطلق خدا نے ان میں سے بعض کے لئے ہمیشگی کی ہلاکت کو پہلے سے مقدر کر رکھا ہو۔ سب کا اس بات پر اتفاق تھا۔ کہ جو چھوٹے بچے نجات پائیں گے۔ وہ صرف اس وجہ سے نجات پائیں گے۔ کہ ان کا تعلق عیسائیت کے ساتھ ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ وہ گناہ سے پاک ہیں سب ایک ہی عقیدہ کے پیرو تھے۔ کہ انسانی بچہ اس دنیا میں جب آتا ہے۔ تو وہ گناہوں سے آلودہ آتا ہے۔ اور ہمیشگی کی سزا کے فتوے کے ماتحت آتا ہے ؎

یہودی مذہب میں بیشک عورت کی حیثیت کم تھی۔ لیکن عیسائیت نے اس کو اور بھی نیچے گرا دیا۔ عیسائیت نے نہ صرف ایک معمولی انسان بلکہ خود خدا کے بیٹے کی بے رحمانہ موت کا اصلی موجب عورت کو ہی قرار دیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بظاہر صرف چند یہودی ایک انسان کو صلیب پر چڑھانے کے ذمہ وار تھے۔ جو انہی میں سے ایک تھا۔ اور جو ان کا بادشاہ بننے کے لئے آنے کا دعویٰ کرتا تھا۔ لیکن عیسائی عقیدہ کے موجب وہ انسان درحقیقت خدا کا بیٹا تھا۔ اور وہ یہودی صرف تقدیر کے ہاتھوں میں بطور ایک آلہ کے کام کر رہے تھے۔ تاکہ وہ گناہ دنیا سے مٹ جائے جس کو حوا دنیا میں لائی پس فی الواقع گویا ان یہودیوں کے جرم کی بھی اصل موجب عورت ہی تھی۔ آہ غریب عورت عیسائیت کی رو سے اس پر ذیل کا فرد جرم لگتا ہے ؎

۱ - کہ عورت نے خدا کی نافرمانی میں پہل کی +

۲ - کہ عورت نے آدم کو خدا کی نافرمانی کرنے کی ترغیب دی +

۳ - کہ عورت آدم کے گرنے کی اصل وجہ تھی +

۴ - کہ عورت کا جرم ساری نسل انسانی میں داخل ہو گیا۔ اور ہر ایک بچہ اسی وجہ سے گنہگار پیدا ہوتا ہے +

۵ - کہ عورت کے جرم کی وجہ سے نسل انسانی سوائے چند عیسائیوں کے ہمیشہ کی ہلاکت کے لئے پیدا کی گئی ہے

۶ - کہ عورت اگر عیسائی بھی ہو۔ تو بھی خود ہی اس بات کی ذمہ وار ہے۔ کہ اس کا بغیر بپتسمہ پائے چھوٹا بچہ ہمیشگی کی آگ میں ڈالا جائے +

۷ - کہ خدا کو یسوع کو بھیج کر اسے قربان کرنے کی ضرورت عورت کے پہلے گناہ کی وجہ سے ہی پیش آئی۔ اس لئے وہی مسیح کی صلیب کی ذمہ وار ہے +

۸ - کہ جو لوگ یسوع مسیح کو انسان سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ وہ ضرور اس بات کا ملزم عورت کو ٹھیرائیں گے۔ کہ اسکی وجہ سے ان کے خداوند پر موت کی تکلیف ڈالی گئی +

کیا عورت خواہ وہ عیسائی ہی ہو۔ ان الزامات کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کرتی ہے؟ کیا وہ اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتی ہے؟ اگر وہ اس ذمہ واری کو جو عیسائیت بلکہ یہودیت نے بھی اس کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اپنے اوپر لینا پسند کرتی ہے۔ اگر وہ اس ذلت کی حیثیت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ جو ان عقاید سے جو ان مذاہب نے سکھائے ہیں۔ پیدا ہوتی ہے۔ تو کیا یہ سچ نہیں کہ اسے اپنی ان بہنوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ جو مسلمان عورتوں کی طرح اس قسم کی ذمہ واری کو اپنے اوپر قبول نہیں کرتیں۔ اور جن کا نور قلب اس وجہ سے ان کو ملامت نہیں کرتا۔ پہلا کام جو عورتوں کو آزادی حاصل کرنے کے لئے عیسائی ممالک میں کرنا چاہئے۔ وہ عیسائیت کو ترک کرنا ہے۔ کیونکہ اسی مذہب نے ان عقاید کی تعلیم دی ہے۔ جو اسکو ایک پستی کی حالت کی طرف لے جانیوالے ہیں تب وہ اخلاقاً اپنی مسلمان بہنوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کر سکتی ہیں جبتک کہ خود عیسائیت کو ترک نہ کیا جائے یا اس کے اصول عقائد کو تبدیل نہ کیا جائے۔ عورت عیسائی ممالک میں حقیقی عزت کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی دوسرے ممالک میں وہ اپنی اصلی عزت کو قایم رکھ سکتی ہے۔ (باقی آیندہ)

مسئلہ زندگانی

قوت متفکرہ کی قیمت

(از پروفیسر نورالدین سٹیفن)

وہ خیال جس سے یہ مضمون پیدا ہوا ہے۔ایک سوال سے پیدا ہوا جو میرے ایک لکچر کے بعد جو لورپول میں تھا۔ایک جنٹلمین نے پوچھا۔اس نے مجھے کہا "کیا آپ کبھی اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ بجائے محض ایک حیوان ہونیکے ہمیں انسان ہونیکے لیئے ایک بڑا عوضانہ دینا پڑتا ہے۔میں نے جو جواب اس وقت دیا محض وضع الوقتی کے لحاظ سے تھا۔اور معاملہ وہاں ختم ہو گیا مگر اس قسم کے خیالات بار بار میرے دل میں عود کرتے رہتے ہیں۔یہاں تک کہ یا تو ان کا قابل اطمینان جواب مل جائے۔یا میں۔ان کو دل سے نکال سکوں۔پس یہ خیال بھی بار بار آتا رہا۔اور ایک بیج کی طرح یہ میرے دل میں ڈالا گیا۔ اور وہاں جڑھ پکڑنے کے بعد اس نے دو سوالوں کی صورت میں نشو و نما پایا۔

اول۔ہم کن باتوں میں دوسرے تمام حیوانات سے امتیاز رکھتے ہیں؟

دوم۔اس امتیاز کا نتیجہ کیا ہے؟ یعنی اس سے ہم کیا فواید حاصل کرتے ہیں۔اور اس کا کیا عوضانہ دینا پڑتا ہے؟

پہلے سوال کے جواب میں اسی خیال کی پیروی کرتا ہوا میں یہ کہونگا۔کہ دوسرے حیوانات پر ہم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ہم قوت متفکرہ رکھتے ہیں۔وہ طاقت ہم میں ہے جس سے ہم سبب سے نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔اور جو علم ہمارے بزرگوں نے حاصل کیا ہے۔اسکو اپنے فایدہ کے لئے کام میں لاسکتے ہیں حیوان مطلق قوت متفکرہ نہیں رکھتا حیوان محسوس کرتا ہے۔اور اس کا اس قدر یاد رکھنا بھی ممکن ہے۔کہ بعض خاص امور سے خاص نتایج پیدا ہوتے ہیں۔مگر ان کی کیفیت کو نہ یہ جانتا ہے۔نہ اس کے جاننے کے لئے کوشش کرتا ہے۔نیز اس کا علم اس کے اپنے ہی تجربہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔یہ اپنے بڑوں کے علم سے فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔بلکہ از سر نو خود سارا علم اسے حاصل کرنا پڑتا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کا جو کچھ عوضانہ ہمیں دینا پڑتا ہے۔وہ ایک

لفظوں میں بطور خلاصہ آسکتا ہے۔ یعنی ذمہ واری۔ جو فایدہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ شاید سب کو یکایک صفائی سے معلوم نہ ہو۔ مگر حقیقی فایدہ یہ ہے۔ کہ اس طاقت نے انسان کو کل مخلوقات کا سردار بنا دیا ہے اور خدا کے نیچے اسے اس دنیا کی حکمران طاقت بنا دیا ہے (سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ)

اگر ہم مخلوقات کی نظم کو اپنے سامنے رکھیں۔ اور اسکی موٹی تقسیم معادن۔ نباتات اور حیوانات ہیں ہمارے پیش نظر رہے۔ تو ایک تدریج بھی نظر آتی ہے جس کو ہم اس نظم کے ارتقا یا اسکی نشو و نما سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ سب سے نیچے معدنی مخلوق ہے۔ جیسے پتھر وغیرہ جن میں خود بخود بڑھنے یا نشو و نما کی کوئی قوت نہیں ہے۔ اور کسی قانون تغیر کے ماتحت نہیں سوائے قانون فنا کے جو آہستگی اور تدریج کے ساتھ ہر چیز پر جاری ہے۔ اور جو قدرت کا غیر متبدل قانون ہے۔ جو چیز ہے وہ فنا بھی ہوگی۔ (کل من علیہا فان) اس سے اوپر نباتات ہیں جن میں بڑھنے اور دوبارہ پیدا ہونے کا ایک پیچیدہ نظم پایا جاتا ہے۔ "ہر بیج اپنی قسم کا بودا پیدا کرتا ہے جس کا بیج اسی کے اندر ہے" مگر مخالف حالات میں اپنی حفاظت کی ان میں کوئی طاقت نہیں۔ نہ خواہش ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں۔ ان میں لذت یا درد محسوس کرنے کی بھی کوئی طاقت نہیں۔ مگر اس آخری امر کے متعلق میں کسی یقینی نتیجہ پر نہیں پہنچا۔ کیونکہ اس مخلوق کے بعض بڑھی ہوئی حس والے افراد میں کچھ احساس اس قسم کا نظر آتا ہے۔ ان میں سے بعض لمبی عمریں بھی پاتے ہیں۔ مگر اکثر حصہ تھوڑا وقت رہ کر فنا ہو جاتا ہے۔ اور ایک ہی موسم میں بیج کی حالت سے اپنے آخری کمال کی حالت کو حاصل کر کے پھر انحطاط کی طرف عود کرتا ہے۔ اسی قسم کی دوسری مخلوق میں بعض پر علی الترتیب آرام اور نشو و نما کے موسم آتے ہیں جس طرح کہ قدرت نے اعادہ کا قانون بنایا ہے۔ (من یبدؤا الخلق ثم یعیدہ) جو چیزیں بغیر آرام کے وقفہ کے آگے چلتی ہیں۔ ان کی طاقت بھی جلد خرچ ہو جاتی ہے۔ جو جلدی پکتا ہے وہ جلدی سڑ جاتا ہے پس جس قدر نشو و نما آہستگی سے ہوگی۔ اسی قدر لمبی عمر ہوگی۔ وہ پودے بھی جو سدا بہار کہلاتے ہیں صرف ایک حد تک ایسے ہوتے ہیں۔ ان کے پتے گو سارا سال رہیں۔ مگر ان میں نشو و نما خاص اوقات میں ہوتا ہے۔ تاہم تفصیلات کو چھوڑ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو چیز عالم نباتات کو عالم معدنیات سے ممتاز کرتی ہے وہ نشو و نما ہے یعنی ایک نامکمل یا ابتدائی حالت سے ایک مکمل حالت کی طرف ترقی کرنا۔ یہی ترقی عالم حیوانات

میں اپنے انتہا کو پہنچتی ہے۔ اور وہاں اس کا آخری کمال انسان میں نظر آتا ہے۔ جو عقل اور سمجھ کی قوت کو رکھتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان امتیازات میں جو معدنیات اور نباتات یا نباتات اور حیوانات میں پائے جاتے ہیں۔ باریک نظر کے لیے نقص نکالنے کی گنجائش ہے۔ مگر میری غرض عوام کو سمجھانے کی ہے۔ اور یہ امتیاز اس کے لئے کافی ہیں۔ اگلے دن کا ذکر ہے۔ میں نے جماعت میں ایک سوال کیا۔ کہ حیوانات اور نباتات میں تم کیا فرق سمجھتے ہو۔ تو بالاتفاق سب نے جواب دیا۔ کہ حیوانات میں زندگی ہے اور نباتات میں نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ نباتات میں زندگی کا ہونا ایک ایسا مشاہدہ شدہ امر ہے۔ کہ اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا کہ بہتر جواب یہ ہے کہ حیوانات میں خواہش اور ارادہ پایا جاتا ہے۔ اور اسی کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ان میں اپنے ارادہ سے حرکت کرنا یا حرکت کو روک لینا پایا جاتا ہے* اور اس لیے خاص حد کے اندر ان میں یہ قابلیت بھی پائی جاتی ہے۔ کہ اپنی زندگی کے نظام اور طرز کا خود انتخاب کریں جو حد درجہ مختلف ہیں۔ لیکن اصل طاقت یا یوں کہنا چاہئے۔ کہ اس طاقت کا بیج ساری حیوانی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ پانی کے کیڑوں سے لیکر جنکی زندگی پانی کے ایک قطرہ میں محدود ہے۔ ہاتھیوں تک جو دور دور جنگلوں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ یا ابابیل جو خاص ایام میں بڑی لمبی مسافت طے کرکے دوسری جگہ پہنچتا ہے۔ یا انسان تک جہاں زندگی کی حد ساری معلوم دنیا ہے۔ بلکہ غیر معلوم کی طرف بھی وہ اس کو بڑھانا چاہتا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ صرف انسان میں یہ طاقت عقل یا قوت متفکرہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ لیکن اس کو چھوڑ کر محرک قوت سب میں یکساں نہیں۔ بعض میں یہ صرف ایک بے اختیاری کا فعل ہوتا ہے جس میں مطلب یا غرض کچھ بھی نہیں ہوتی۔ یا بہت ہی کم ہوتی ہے۔ بعض میں یہ صرف طبعی حرکت ہوتی ہے۔ جیسے کسی آنے والے یا ناگہانی خطرہ سے بچاؤ کی بے اختیار حرکت۔ یہ ضعیف سے ضعیف حیوان میں پائی جاتی ہے۔ بعض حالات میں گذشتہ کی کسی طبعی عادت کا نتیجہ ہوتا ہے جیسے کتے بھیڑیئے اور حیوانات میں جنکی عادت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ بیٹھنے سے پہلے چند مرتبہ اپنے آپ کو لوٹاتے ہیں۔ اور یہ اس وقت کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ جب ان کے بڑے مورثوں کو لمبے گھاس میں اپنے آرام کی جگہ بنانی پڑتی تھی جس کو دبا کر بستر بنانے کے لئے انہیں اپنے آپ کو لوٹانا پڑتا ہوگا۔ اب حالانکہ وہ وجہ تو باقی نہیں۔ مگر وہ غیر ضروری حرکت بطور ورثہ کے چلی آتی ہے۔ جس سے دیکھا ہے۔ کہ کتا اب بھی بیٹھنے سے پہلے اسی قسم کی حرکت کرتا

* بعض نباتات میں بھی حرکت کی قابلیت پائی جاتی ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک طبعی حرکت ہے۔ اور عقل و فکر کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ بلکہ عقل و فکر ہے تو یہ حرکت نہ کی جاتی بعض حالتیں میں یہ مطلق ارادہ کا نتیجہ ہوسکتا ہے یعنی حیوان کو یہ یاد ہوتا ہے۔ کہ اس کے خاص فعل نے ایک وقت فلاں نتیجہ پیدا کیا تھا۔ اور وہ امید کرتا ہے۔ کہ وہی فعل پھر وہی نتیجہ پیدا کریگا۔ یہ قوت متفکرہ سے بہت کچھ مشابہ ملتا ہے لیکن میری رائے میں اس کو کسی صورت میں قوت متفکرہ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ صرف ایک خاص واقعہ کی یادداشت کا نتیجہ ہے ✣

پس اب ہم سوال کو سامنے لاتے ہیں۔ جو میں نے پہلے کیا تھا۔ کہ انسان کا دوسرے حیوانات سے کیا [illegible] غیر فانی ہونے کے سوال کو الگ رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے۔ اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل کا جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ امتیاز بالخصوص قوت متفکرہ کے رکھنے میں ہے جسکی یوں تعریف کی جاسکتی ہے۔ کہ وہ حاصل کردہ یا پیدا شدہ خیالات کو انکی چوں و چرا جانتے ہوئے سمجھے۔ اور ان پر عمل کرنے کی قوت ہے حیوان مطلق میں صرف تحریک طبعی ہوتی ہے جسے عقل حیوانی کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے جو ایک ایسی طاقت ہے جو صرف کسی طبعی حرکت پر یا حافظہ کی بنا پر عمل میں آتی ہے۔ مگر جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اسکی کیفیت کو نہیں سمجھتی کہ کیوں ایسا ہوا ✣

جب میں اس مضمون کے پڑھنے والے سے یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس امتیاز کو قبول کرے تو میں خوب جانتا ہوں۔ کہ اس امر کا بتانا کس قدر مشکل ہے۔ کہ کہاں تحریک طبعی ختم ہوتی اور قوت متفکرہ شروع ہوتی ہے کیونکہ سکھائے ہوئے حیوان میں بعض وقت ایک نا تربیت یافتہ انسان سے زیادہ عقل نظر آتی ہے بلکہ تحریک طبعی کا ظاہری فعل بعض وقت خود عقل کے استعمال کے نتیجہ سے بڑھ کر معقول معلوم ہوتا ہے لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اگر غور سے کام لیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام افعال قوت متفکرہ نہیں بلکہ حافظہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس عقل کا نتیجہ ہیں۔ جو حیوان کے سکھانے والے انسان میں ہیں۔ نہ اس کا جو خود حیوان میں ہے ✣

تاہم اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ موجودہ خیالات کا میلان اور موجودہ تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کے حیوانات میں جو بات پائی جاتی ہے۔ پرانے لوگوں سے بڑھ کر اسے قوت متفکرہ کے قریب کوئی شے سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پرانے زمانہ کی ان کہانیوں میں کچھ اصلیت ضرور ہوگی جن میں یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حیوان بولتے اور کلام کرتے تھے۔ جیسا کہ اب انسان کرتے ہیں عقل حیوانی اور قوت متفکرہ کا مقابلہ ایک نہایت ہی دلچسپ بحث ہے۔ میں نے کئی سال اس مطالعہ میں صرف کئے ہیں

اور اب بھی جیسے وقت اور موقع اجازت دے۔ اس قسم کی تجارب کی جو میرے رستے میں آئیں کوشش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور مجھے یہ یقین ہے۔ کہ بعض حیوانات میں بالخصوص ان میں جو ایک ہی نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی قسم کی زبان یا ایک دوسرے کے ساتھ شنوائی کے ذریعہ سے بات چیت کرنے کا ذریعہ موجود ہے۔ خواہ وہ صرف چند آوازیں یا آواز کے اتار چڑھاؤ ہی ہوں۔ مثلاً میں دیکھتا ہوں کہ میرا کتا مختلف باتوں کو ظاہر کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے بھونکتا ہے۔ اور میں صرف اسکی آواز کو سن کر بتا سکتا ہوں۔ کہ کسی وقت وہ مجھے صرف ایک چھوٹے سے امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ یا آزاد ہونا چاہتا ہے یا یہ کہ کوئی نووارد شخص میرا آشنا ہے۔ یا اجنبی اور ایسا ہی اور بہت سی چیزیں *

پھر بعض حواس بعض حیوانوں میں انسان سے بڑھکر کمال کو پہنچے ہوتے ہیں مثلاً [illegible] اسی طرح بعض میں یہ طاقت ہوتی ہے۔ کہ وہ موسم کے آنے والے تغیر کو محسوس کرلیں۔ یا بعض خطرات کو قبل از وقت محسوس کرلیں۔ اور اس پر ہم مقام کی یا سمت کی شناخت کی حس کو بڑھانا چاہتے ہیں جسے بعض لوگوں نے حیوانات میں قوت متفکرہ کے پائے جانے پر بطور دلیل استعمال کیا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ یہ بھی آپ اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ جس حیوانات میں صرف اسی قدر [illegible] ہے کہ کوئی جگہ جو پہلے وہ دیکھ چکے ہیں پھر اسے پالیں لیکن انسان کو ایک ہدایت سے [illegible] زبانی یا تحریری کہ تم کو فلاں جگہ پہ جانا ہے۔ جس کو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اور وہ اپنی عقل یا زبان کی مدد سے اسے بغیر بڑی مشکل کے معلوم کرلیگا۔ اس سے قارئین صفائی سے معلوم کرسکتے ہیں۔ کہ ایک طاقت کو دوسری پر کس قدر فضیلت حاصل ہے۔ اس مضمون میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ میں اپنے تجربوں کی تفصیلات دوں یا یہ بتاؤں کہ کس طرح میں نے ایسے وحشت [illegible] انسان کی شکل سے [illegible] دوستانہ تعلق پیدا کرلئے۔ جیسے مرغابیاں یا جنگلی پرندوں اور بعض قسم کی چڑیاں اور کستورا سے جن میں سے چھ یا آٹھ ایک ہی وقت مجھ سے صرف چند منٹ کے فاصلہ پر دس سے بیس منٹ تک ٹھہرے رہے لیکن ان تنقیحات غیر متعلقہ کو چھوڑ کر میں اصل سوال کی طرف رجوع کرتا ہوں *

میں اس جواب پر پورا مطمئن نہیں ہوں کہ انسان اور حیوان میں امتیاز یہ ہے۔ کہ حیوان کی تحریک طبعی یا عقل حیوانی کی بجائے انسان میں قوت متفکرہ پائی جاتی ہے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ درست ہے۔ کہ انسان میں تحریک طبعی یا عقل حیوانی کے علاوہ قوت متفکرہ یا غور و فکر سے کام لینے کا مادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے

اوقات اور مواقع بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور بالخصوص ناگہانی حادثات کی صورت میں جب انسان میں ہاں وحشی نا تربیت یافتہ انسان میں نہیں بلکہ مہذب تعلیم یافتہ انسان میں کچھ وقت کے لئے عقل کی جگہ تحریک طبعی غالب آجاتی ہے۔ اور ان مواقع پر عقل کا دخل دور ہو جاتا ہے پھر بعض وقت ایک دیوانہ وار ہیبتناک جذبہ دلوں پر مسلط ہو جاتی ہے جب علم عقل سب بھول جاتے ہیں۔ اور صرف اپنے آپ کا خیال ہی سب خیالات پر غالب ہوتا ہے۔ تب ہم انسان کو اس حالت میں دیکھتے ہیں جیسا قدرت نے اسے بنایا ہے خالص حیوانیت اسکی ساری قوتوں پر غالب آجاتی ہے۔ اور ایک وقت کے لئے اسے بہت سی باتوں میں ان حیوانات سے بھی نچلے درجہ میں لے جاتی ہے جن کو وہ محض وحشی سمجھ کر ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے بلکہ اگر وہ ایسا انسان ہے کہ اس میں انسانیت کے جوہر واقعی طور پر موجود ہیں۔ تو یہ عارضی حیوانیت کا ابال جس کو ایک قسم کا جنون کہنا چاہئے۔ دور ہو جاتا ہے۔ اور قوت متفکرہ اسے شرم دلاتی ہے۔ یہ شرم کیوں دامنگیر ہوتی ہے کیونکہ وہ اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے اصلی مقام سے نیچے گر گیا ہے۔ اور کچھ وقت کے لئے قوت متفکرہ سے کام لینے والا نہیں رہا۔ اور یہی بات تھی جو اسے محض حیوان پر ممتاز کرتی تھی گویا اس کا یہ امتیازی حق تھا۔ اور اسی میں اسکی عزت تھی۔ جب اس کو کھو دیا۔ تو اس نے شرف انسانیت کو کھو دیا۔ گویا حیوانیت کو اختیار کر لیا پس قوت متفکرہ سے کام لینے میں ہی اسکی اصلی فضیلت ہے

ادنیٰ خواہشات کو قوت متفکرہ کے ماتحت رکھنا

کیا ہم آخر کار اصل بات پر پہنچ گئے ہیں؟ کیا یہ ہمارے سوال کا صحیح جواب ہے؟ کیا یہ ایک دلکش خیال نہیں کہ آدمی باوجود اپنے سارے جذبات اور کمزوریوں کے خود اپنا مالک آپ ہو سکتا ہے؟ کیا یہ سعادت بہت بڑا نہیں؟ کیا یہ صحیح ہے کہ جو حیثیت ہم کو مخلوقات میں حاصل ہے۔ اس کے لحاظ سے ہم کو نقصان زیادہ اٹھانا پڑتا ہے؟ وہ انسان جو فی الواقع انسانیت رکھتا ہے اس سوال کا یہی جواب دیگا کہ نہیں۔ یہ کوئی تھوڑا معاوضہ نہیں کل مخلوقات کا ہمارے لئے مسخر ہونے کا یہ بہت کم معاوضہ ہے۔ کہ جس عقل و فکر نے ہمیں فوقیت کے مقام پر پہنچایا ہے وہی ہمیں شخصی خواہشات کی ماتحتی بھی قبول کرا دے۔ اسی میں انسان کی حقیقی فوقیت ہے اور دولت سے یا پیدائش سے انسان بڑا نہیں ہوتا۔

یہ آواز عام طور پر سنی جاتی ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔ یہ بھی ایک مثال اسی حقیقت کی ہے۔ کہ عوام کی آواز بعض دفعہ غلط ہوتی ہے کیونکہ کیا یہ صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ تعلیم یافتہ انسان کو جاہل پر

ہمیشہ فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ گو وہ فوقیت بعض اوقات جرم کے کرنے میں ہو۔ لیکن زیادہ تر یہ فوقیت ان امور میں ہے جن سے انسان کی خوشحالی اور آسایش کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ یہیں سے ہماری سب سے پہلی ذمہ داری شروع ہوتی ہے۔

"ہر ایک دل ترقی پانے اور نشو و نما کے لئے بنایا گیا ہے۔ علم کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جب اسے جہالت میں رکھنے کا فیصلہ کیا جائے۔ تو یہ اسکی فطرت کے خلاف گناہ ہے" (ڈبلیو۔ ای کیننگ)

حکومت نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور سب سے زیادہ تہذیب یافتہ قوموں میں بچوں کی تعلیم لازمی کر دی گئی ہے[1]۔ اس لئے مجھے اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن مجھے ڈر ہے تو یہ کہ وہ ذاتی فرائض جو ہم میں سے ہر ایک شخص کے ذمہ ہیں۔ اسکی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ میرا مطلب اُس فرض سے ہے جو ہر شخص کے ذمہ اسکی اپنی ذات کے متعلق عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے دل کو بہتر سے بہتر حالت میں رکھے۔ اس کو کمینہ خیالات اور خود غرضی کی خواہشات سے بگاڑ نہ دے۔ یا ناپاک زندگی بسر کر کے یا عیاشی سے یا شراب خوری سے اسکو اور بھی بد تر حالت تک پہنچا کر اسے تباہ نہ کر دے۔ میں اکثر خیال کرتا ہوں کہ ان سارے ہتھیاروں میں جو شیطان کو کام دیتے ہیں۔ شراب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ نقصان رساں ہتھیار ہے جن لوگوں کو غور کرنے کا موقعہ ملا ہوگا۔ انہوں نے اس بات کو دیکھا ہوگا کہ اس ہتھیار کے بالمقابل نہ ذہانت۔ نہ علم و فضل۔ نہ حیثیت و مرتبہ۔ نہ قوت جسمانی ٹھہر سکتے ہیں۔ اور آہ کس قدر کمینہ ذلیل کر دینے والا اور قابل نفرت یہ گناہ ہے جب یہ ایک آدمی پر غالب آ کر آہستہ آہستہ اسکی عقل اور قوت متفکرہ کو اسکی صحت کو اس کے اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور کیا بلحاظ اخلاق کیا بلحاظ میل جول اور کیا بلحاظ اسکی دماغی قابلیت کے اسے سرے سے غارت ہی کر دیتا ہے۔

مشہور ناولسٹ چارلس ڈکنس نے اسکی کیسی ڈراؤنی تصویر کھینچی ہے:۔

"کانپتا ہوا جسم جو سر سے لیکر پاؤں تک ہر ایک طاقت کھو چکا ہے۔ اور گویا جوڑ جوڑ"

[1] پروفیسر نورالدین سٹیفن انگلستان اور یورپ کے مہذب ممالک کی حالت پر قیاس کر کے یہ لکھ رہے ہیں۔ برخلاف اسکے ہندوستان میں بہت سے ایسے تعلیم یافتہ موجود ہیں۔ جو باوجود خود تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے اپنے ہم جنسوں کے لئے تعلیم کے لازمی ہونے آہستہ آہستہ ہونا پسند نہیں کرتے مسلمانوں پر بالخصوص تعجب ہے جن کی پاک کتاب اور اس کی زبان نبوی سے تفسیر علم کے حاصل کرنے پر اس قدر زور دیتی ہے۔ مگر وہ بھی لازمی تعلیم کے مخالف ہیں (اشاعت اسلام)

اس کا الگ ہو چکا ہے .... سادی فرسودہ اور ناشایستہ تباہی کی صورت ٹوٹی ہوئی جوتیوں سے لے کر قبل از وقت سفید بالوں تک .... اس عاجزی کی تصویر بیکسی جو اس حالت کو پہنچ چکی ہے جس سے اب اُٹھنے کی امید نہیں۔ اور وہ چیز جو عاجز انسان کو بالکل تباہ کر دیتی ہے۔ اس کا آخری مرحلہ بن جاتی ہے "

میں اس مضمون کو بہت طول دے سکتا ہوں۔ اور وہ بھی انہی باتوں کو لکھکر جو تباہی کی مثالیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اور ان پر خود افسوس کیا ہے دکیا ہی مبارک ہے وہ کتاب جس نے اپنے پیروؤں کو یہ بتا کر انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ یعنی شراب اور جوا اور بت اور پاسے یہ سب ناپاکیاں ہیں۔ جو شیطان کے کاموں سے ہیں۔ سو تم اس سے بچو۔ تاکہ تم کامیاب ہو۔ ہمیشہ کے لئے اس شیطان کی غلامی سے جس میں کئی قومیں باوجود دعویٰ تہذیب وعلم کے مبتلا ہیں آزاد کر دیا۔ اور دنیا میں یہ اعلان کر دیا۔ کہ دنیا کی نجات شراب خوری کو ترک کرنے کے بغیر نہیں)

اب اس کا کون ذمہ دار ہے؟ بیشک پہلا جواب یہی ہے۔ کہ خود وہ انسان جو اس میں مبتلا ہوتا ہے وہی اپنی تباہی کا ذمہ دار ہے لیکن بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ جو کوئی اس کے جاری رہنے میں مدد دیتا ہے۔ خواہ اپنی خاموشی سے ہی ہو۔ وہ کلیسا ہو یا حکومت ہو یا کوئی انسان ہو۔ ان سب کا بھی اس ذمہ داری میں تعلق ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ تم نے اپنے بھائی کی روح کو بچانے کے لئے کیا کیا تو یہ جواب کہ میں اس پر کوئی داروغہ نہیں "۔ نہ جواب دینے سے بدتر ہے (یہ جواب اس شخص کو سزاوار ہے جو اپنی طرف سے ایک بدی کے دور کرنے کے پوری کوشش کر چکا ہے۔ اور اسکی بات کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ نہ اسکی طرف جو وہ کہے توجہ کی جاتی ہے)

سب سے پہلی بات جس نے اسلام کی طرف میرے خیالات کو پھیرا یہی تھی۔ کہ اس بدی کے استیصال کے لئے یہ کوئی گول مول بات نہیں کہتا۔ اس کے جاری رہنے پر خاموشی اختیار کرنا یا خود اسکی ترغیب دینا ہے۔ بلکہ نہایت ہی صاف الفاظ میں یوں فرماتا ہے۔ کہ میں اسکی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ میرے اندر رہ کر یہ کام نہ ہوگا۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ جو قوتیں اور طاقتیں خدا تعالیٰ نے ہم کو امانت کے طور پر دی ہیں۔ انکو بہتر سے بہتر کام میں لائیں۔ ہم ان چیزوں کے مالک نہیں۔ بلکہ ہم امین ہیں۔ اور یہ بھی

کافی نہیں کہ ہم ان کو اسی حالت میں رکھیں جس حالت میں وہ ہم کو دی گئی ہیں۔ بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو کام میں لائیں۔ ان کو روشن کریں۔ ورنہ ہم خائن دار دغے ہونگے۔ اور نہ صرف ہم کسی اجر کے مستحق نہیں ہونگے۔ بلکہ خیانت کی سزا کے مورد ہونگے ؎

لیکن یہاں تک بھی یہ ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس کا نتیجہ ہم کو یہیں نقد بہ نقد مل جائیگا جب ہم اپنی قوت متفکرہ سے کام لیں گے تو یہ قوت مر جائیگی۔ اور پھر جو کچھ ہم کرنا چاہیں گے۔ وہ بھی کرنے کے قابل نہ ہونگے۔ ہمارا علم۔ ہمارا ہنر۔ ہماری وہ طاقت جو کام کرتی ہے۔ سب زایل ہو جائینگے۔ اور پھر اس ذمہ داری کا خاتمہ ہماری ذات پر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ اور روزانہ میل جول اور تمدنی زندگی پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ ہم صرف اپنے لئے نہیں رہ سکتے۔ ہمارے افعال سے دوسروں کو لذت یا درد محسوس ہوگا۔ اور ایک حد تک اس کے ذمہ دار بھی ہم ہونگے۔ یہ قابل غور ہے۔ کہ چارپائے اور وحشی جانور بھی جو سبب اور نتیجہ کو نہیں جانتے۔ بعض وقت اپنے کسی فعل کا نتیجہ موت تک بھگتتے ہیں۔ گو انہوں نے یہ فعل علم سے بے بہرہ ہونے کی حالت میں کیا ہوتا ہے ؎

پس انسان جس کو عقل دی گئی ہے۔ جسکو قوت متفکرہ سے کام لینا سکھایا گیا ہے۔ اس کو اپنے افعال کا حساب اور بھی سختی سے دینا ہوگا۔ ایسے ایسے کام نہیں کرنا چاہئے۔ جو گو اسے فایدہ پہنچاتے ہوں مگر دوسروں کی مضرت کا باعث ہوں۔ ایسے ایسے افعال بھی نہیں کرنے چاہئیں۔ جو گو اُسے فایدہ یا نقصان نہ پہنچائیں۔ مگر دوسروں کو بلا وجہ نقصان پہنچانے والے ہوں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کو یہ موقعہ اور یہ طاقت دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے افعال کے نتیجہ کو سمجھے۔ ناواقفیت کوئی عذر نہیں۔ کیونکہ ناواقفیت کو وہ دور کر سکتا ہے۔ غور نہ کرنا کوئی عذر نہیں کیونکہ اُسے غور و فکر سے کام لینا چاہئے۔ یہی روح ہے یہی وہ چیز ہے جو فنا نہیں ہوتی ؎

غیر فانی ہونے کے اس پہلو پر میں نے کچھ نہیں کہا۔ اور اب بھی میں اس پر بحث کرنا نہیں چاہتا

میں اس پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جس طرح خدا پر ایمان لاتا ہوں۔

مگر اس کو چھوڑ کر بھی جو فضیلت انسان کو دی گئی ہے۔ وہ اس ذمہ داری کے مقابل میں کافی سے زیادہ نہیں؟ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ہے۔ اور وہ شخص بزدل یا نامرد ہے۔ جو اس ذمہ داری کے بوجھ کی شکایت کرتا ہے حقیقی انسان سچا انسان یہی کہے گا۔ کہ بغیر ذمہ داری کے کوئی عزت نہیں۔ اور جو مطالبہ

اس سے کیا گیا ہے۔ اسے خوشی سے اور امید افزا جوش سے قبول کر کے اپنا پورا زور لگانے میں خوش ہوتا ہے +
ایک پرانے مصنف ذکر کرتا ہے کہ "حقیقی انسان اور خوش انسان وہ ہے۔ جو اپنے دل کے موازنہ کو قائم رکھتا ہے"
اس طرح پر وہ انصاف کر سکتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ کاروبار میں دیانت دار ہو سکتا ہے۔ اور جس رستہ میں چلتا ہے۔ اس میں اطمینان قلب اُسے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ تن آسانی کچھ نہ کرنے بیکار رہنے کی خواہش سے اطمینان یا خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ تمام قوے کا جو ہم کو دئے گئے ہیں۔ ٹھیک استعمال ہے۔ یہ چیزیں ہمیں دے سکتا ہے +

قوت متفکرہ اور ذمہ واری یہ دونوں اکٹھی رہیں گی۔ قدرت کا قانون یہی ہے۔ کہ جو کچھ نہیں کرتا وہ کچھ نہیں پاتا۔ علمی طور پر بھی یہ ایک مسلم بات ہے۔ کہ جو کچھ ہم کسی چیز کے اندر ڈالیں گے۔ وہی اس سے نکال سکتے ہیں۔ سٹیم انجن اسی قدر طاقت پیدا کر سکتا ہے۔ جس قدر سٹیم اس میں پیدا ہوگا۔ ایندھن کے تباہ ہونے سے ہی گرمی پہنچ سکتی ہے۔ اور ہر ایک فعل یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے لئے اس قدر جسمانی یا دماغی قوت خرچ ہو۔ بڑی سے بڑی چیز سے کر حقیر سے حقیر چیز تک قیمت رکھتی ہے (ما خلقنا السموات و الارض وما بینہما الا بالحق) سب انسانوں کو قوت متفکرہ عقل دی گئی ہے۔ اور وہ جو چاہیں اس سے نتائج پیدا کریں۔ جہالت میں اسے تباہ ہو جانے دیں۔ کمینہ پن کے ساتھ اسے داغدار کر دیں۔ اس کا نشو ونما غلطیوں کے ارتکاب کے لئے کریں۔ یا علم کے ذریعے سے اسے بڑھائیں۔ ایک نیک خانہ اور تدبر کرنے والی زندگی سے اسے پاک اور بے عیب رکھیں۔ نیکیوں کے ذریعہ سے اس کا نشو ونما کریں۔ اور سچے علوم کے ساتھ اس کا صیقل کریں۔ یہاں تک کہ یہ جو خدا کا انسان کے لئے سب سے بلند و سب سے کامل اور سب سے معزز تحفہ ہے۔ اپنی پوری چمکار حاصل کرے (خدا کا قانون ان مثل ہے لیس الانسان الا ما سعٰی)

ام الالسنہ (معروف بہ زندہ و کامل الہامی زبان) قیمت (۱۲)
یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں اور ابتدا میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے

اسوہ حسنہ (معروف بہ زندہ و کامل نبی) قیمت (۱۲)
اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو آپ کی ذات پاک ہی ہے +
نوٹ:۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا

سیرت نبوی

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چالیس۴۰ سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کو منصب نبوت پر کھڑا کیا گیا۔ مگر آپ کی دعوت کو صرف عرب تک یا بنی اسرائیل تک محدود نہیں کیا گیا۔ بلکہ کل قوموں کی طرف آپ نبی ہو کر معبوث ہوئے۔ جیساکہ قرآن کریم خود اس پر شاہد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے تم کو تمام قوموں کے لیئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا زمانہ دعوت تیئس۲۳ سال تک رہا قبل اسکے کہ آپ کو غار حرا کی تنہائی سے نکال کر جہاں آپ شب بیداری کرتے روزے رکھتے اور ریاضات شاقہ بجالاتے تھے۔ دعوت الی الاسلام کا کام سپرد کیا جائے۔ آپکا قلب ایک کامل تزکیہ کی حالت کو پہنچ چکا تھا۔ اور جو رویاء آپ دیکھتے یا جو مکاشفات حالت بیداری میں آپ پر وارد ہوتے۔ وہ حرف بحرف پورے ہوتے۔ چنانچہ اس بات کی شہادت حضرت عائشہ صدیقہ نے دی ہے کہ نبوت ملنے سے پہلے آپ کی حالت ایسی تھی کہ آپ کے خواب نہایت ہی صاف اور سچے ہوتے کان لایری رویاء الاجاء مثل خلق الصبح۔ آپ کوئی رویاء نہ دیکھتے۔ مگر وہ صبح کے پھٹ جانے کی طرح صفائی سے نمودار ہوتا +

آپ غار حرا میں تھے۔ جب آپ نے خدائے ذوالجلال کی آواز کو جبرئیل کے توسط سے سُنا۔ یہ غار وہی مقام ہے جہاں آپ بہت دن اور راتیں خدا کی عبادت میں گذارا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اسی حالت میں ہی تھے۔ جب خدا کا کلام آپ کے قلب مطہر پر نازل ہوا۔ جس کا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ سب سے پہلا حکم جو وحی الٰہی سے آپ کو ملا وہ یہ تھا اقراء یعنی پڑھو۔ آپنے ملک کو کہا ما انا بقاری۔ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ تب ملک نے آپ کو پکڑ کر خوب زور سے دبایا اور پھر وہی لفظ کہئے اقرأ یعنی پڑھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دوہرایا تین دفعہ اسی حالت کا اعادہ ہوا۔ اور یہی سوال وجواب ہوئے تب فرشتہ سورہ علق کی ابتدائی آیات جو حسب ذیل ہیں پڑھیں۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ اور آپ نے یہی الفاظ دوہرائے پڑھو اپنے

رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھو تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ وہ جس نے قلم کے ذریعہ سے علوم سکھائے وہ علوم انسان کو سکھائے جن کو وہ نہیں جانتا تھا یہ ایک بالکل نئی بات تھی جو آپ کی زندگی میں واقع ہوئی۔ ایک عظیم الشان انقلاب تھا۔ اور آپ کے پاک دل نے اسے خوب محسوس کیا۔ ایک عظیم الشان بوجھ تھا۔ جو آپ پر ڈالا گیا۔ اس لیئے آپ حالت خوف میں ہی گھر کو لوٹ آئے اور اپنی بی بی خدیجہ کے پاس اس سارے واقعہ کا ذکر کیا اور اسے کہا کہ میرے اوپر بھاری کپڑے ڈال دو۔ کیونکہ آپ کو سردی محسوس ہوتی تھی جب آپ نے کچھ آرام کیا تو خدیجہ کو فرمایا۔ خشیت علی نفسی۔ میں اس ذمہ واری سے اور اس کے اتباع سے اپنی جان پر خوف کرتا ہوں۔ حضرت خدیجہ نے جن کا قلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل صدق اور راستبازی سے پہلے ہی متاثر ہو چکا تھا۔ فرمایا کلا واللہ لن یخزیک اللہ ابدا۔ انک لتصل الرحم وتقول الحق وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا (کہ آپ اس کام میں ناکام ہوں۔ کیونکہ سب اعلے درجہ کے صفات انسانی آپ کے وجود میں پائے جاتے ہیں) آپ تعلقات رحمی کا پاس کرتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور مصیبت زدوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو چیزیں معدوم کے حکم میں ہیں وہ کما کر لوگوں کو دیتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کے مصائب میں لوگوں کے مددگار رہتے ہیں۔ (گویا آپ کے اندر وہ سب جوہر موجود ہیں جو اصلاح خلق کی عظیم الشان ذمہ واری کے لیئے کسی انسان میں پائے جانے ضروری ہیں) ان الفاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑی قوت پہنچی۔ کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کے مونہہ کے الفاظ تھے جو پندرہ سال سے آپ کا گہرے سے گہرا رازدار تھا۔ اور جس سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص آپ کے کمالات یا آپ کی کمزوریوں سے اگر کوئی ہوتیں واقف نہ تھا۔ بیوی سے بڑھ کر خاوند کی اخلاقی حالت کا کوئی واقف نہیں ہوسکتا۔ اور اس لیئے آپ کی بی بی کے مونہہ سے ان الفاظ کا نکلنا نہ آج دوسروں کے لیئے ہی آپ کی راستبازی اور صداقت اور ہمدردی بنی نوع انسان کی ایک عظیم الشان شہادت ہے۔ بلکہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بوجھ کو بھی ان الفاظ نے ہلکا کر دیا +

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے ایک عیسائی رشتہ دار ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جس کے سامنے سارے واقعہ کا ذکر کیا گیا۔ ورقہ نے ان سارے واقعات کو سنکر یہ شہادت دی کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وہی ناموس اکبر یعنی جبرئیل یہ پیغام وحی الٰہی نازل ہوا ہے جو حضرت موسٰے پر نازل ہوا ہے۔ اس میں گویا اس پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا جو موسٰے کی مثل ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت پائی جاتی تھی اور جس کا ابتک اہل کتاب کو انتظار تھا۔ ورقہ نے یہ بھی کہا کہ کاش میرے یہ جوانی کے ایام ہوتے اور میں آپ کی مدد کر سکتا جب آپ کی قوم آپ کی مخالفت کریگی اور آپ کو نکال دے گی۔ تب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ کیا وہ مجھے نکال دیں گے۔ تو ورقہ نے کہا ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے جب کوئی شخص اس مقام پر کھڑا ہوا ہے تو اُس کی ایسی ہی مخالفت اُس کی قوم نے کی ہے۔ ممکن ہے کہ ورقہ کو بعض ہجرت کی پیشگوئیوں کا خیال ہو جو محض انبیائے بنی اسرائیل میں پائی جاتی ہیں +

وحی الٰہی جو جبرئیل لاتے تھے آپ پر کس طرح نازل ہوتی تھی۔ اس کا ذکر خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں پایا جاتا ہے۔ بعض وقت ملک کا آنا معمولی رنگ کا ہوتا تھا۔ اور وہ کلام الٰہی کو آپ پر پڑھ دیتا تھا۔ بعض اوقات وحی میں شدت زیادہ ہوتی تھی اور بڑے زور کی آواز آتی تھی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے احیانًا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس یعنے ایسے زور سے آواز آتی تھی جیسے گھنٹہ کے ٹن ٹن۔ پھر کسی خاص حالت سے بھی وحی کا آنا مخصوص نہ تھا کبھی آپ بستر میں ہوتے تو وحی آتی۔ کبھی حالت سفر میں اُونٹ یا خچر پر سوار ہوتے کبھی اپنے احباب کے اندر بیٹھے ہوتے تو اس وقت بھی وحی آجاتی۔ زید بن ثابت جو آپ کے کاتب الوحی بھی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ آپ کے بالکل ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زانو انکی ران پر تھا۔ کہ نزول وحی آپ پر ہوا۔ اس وقت میں جب وحی آپ پر نازل ہو رہی تھی آپ کے زانوں کا بوجھ اس قدر بڑھا کہ ناقابل برداشت معلوم ہوتا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آگیا۔ اور یہ حالت آپ کی نزول وحی کے وقت عموماً ہو جاتی تھی حتیٰ کہ سخت سے سخت سردی کے دن میں بھی نزولِ وحی کے وقت پسینہ کی بوندیں آپ کی پیشانی مبارک سے ٹپکا کرتی تھیں۔ وحی جب نازل ہوتی تو زید بن ثابت یا کسی دُوسرے کاتب کو فی الفور لکھوا دیجاتی اور مزید برآں کئی لوگ اسے حفظ بھی کر لیتے۔ چنانچہ یہ خدا کا آخری عہدنامہ اور اس کی آخری بشارت آج ہمارے ہاتھوں میں اسی طرح محفوظ ہے جیسے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی +

حضرت خدیجہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ حالات سے پوری واقف تھیں وہی سب سے پہلے آپ پر ایمان بھی لائیں۔ اس طرح پر سب سے پہلے آپ کے مبارک پیغام پر ایمان لانے والی ایک عورت تھی۔ یہ بی بی نہایت ہی سمجھدار اور صاحب اخلاق خاتون تھیں۔ اور عرب کی باعصمت عورتوں کی وہ سردار تھیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔ اور خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا آپ کی اکیلی بی بی تھیں۔ جب آپ فوت ہوئیں تو آپ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی پر پچیس سال گذر چکے تھے۔ اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر پینسٹھ ۶۵ سال کو پہنچ چکی تھی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر پچاس ۵۰ سال کی ہو گئی تھی۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہمیشہ بڑی محبت سے کیا کرتے تھے۔ اور وفات کے بعد بھی ہمیشہ آپ انکی تعریف کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ کے بعد ایک پختہ عمر کے انسان نے جو اپنی نیکی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار کیا۔ آپ کا نام ابو بکر تھا۔ اور آپ صدیق کے معزز نام سے مشہور ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ ہی نبی کریم کے جانشین ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی راستبازی بھی ساری قوم میں مسلم تھی۔ آپ بڑے صادق اور ایفائے عہد و امانت میں بڑے راستباز تھے۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوے کیا تو اس وقت آپ سفر پر تھے۔ اور یمن کی طرف گئے ہوئے تھے۔ کیونکہ آپ تجارت کیا کرتے تھے۔ جب آپ واپس آئے اور مکہ میں پہنچے تو بڑے بڑے سرداران قریش نے آپ سے یہ کہا کہ ایک عجیب خبر ہم آپکو سناتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ابو طالب کے یتیم بھتیجے نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ حضرت ابو بکر یہ سنتے ہی بولے کہ اگر الامین نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ خدا کا نبی ہو۔ اور آپ نے کہا میں انکو دیکھے بغیر اُن پر ایمان لاتا ہوں حضرت ابو بکر نے اپنے اس قول کو آخر تک ایک بے نظیر ثابت قدمی سے نباہا۔ آپ کو دعوت میں جس قدر مشکلات اور دکھ اٹھانے پڑے اُن سب میں حضرت صدیق آپ کے شریک حال رہے اور جب آپ کی وفات ہوئی تو اُس وقت آپ زندہ تھے اور آپ کو ہی خلافت کے لئے منتخب کیا گیا۔ ابو بکر کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق رشتہ داری کا نہ تھا۔ اور آپ قریش کی ایک چھوٹی سی قوم سے تھے۔ مگر ابتدائے اسلام میں نہ نسب اور نہ ہی قومیت بڑائی کے معیار تھے۔ بلکہ راستبازی ہی بڑائی کا سب سے بڑا معیار تھا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ پر یہ ایک بڑی بھاری شہادت ہے کہ سب سے پہلے آپ کے ماننے والے وہی لوگ تھے۔ جو سب سے زیادہ آپ کے اندرونی حالات سے واقف تھے خدیجہ آپ کی بی بی تھیں۔ حضرت ابو بکر کا آپ سے محبت کا گہرا تعلق تھا۔ اور یہی دونوں سب سے پہلے آپ کے دعوائے نبوت کے مصدق ہوئے۔ اگر آپ میں کوئی امر راست بازی کے خلاف ہوتا تو یہ یقینی بات ہے کہ ان لوگوں کے مشاہدہ سے وہ نہ بچ سکتا تھا۔ اس لیئے ان کے ایمان میں آپ کی کامل راستبازی کی قطعی اور یقینی شہادت ہے۔ تیسرے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جو آپ کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے آپ کی عمر ابھی چھوٹی تھی۔ مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ابو طالب کی تولیت میں ہی پرورش پائی تھی۔ اس لیئے حضرت علی کا تعلق بھی آپ سے بہت تھا۔ ابو طالب خود بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقابل میں نبی کریم کی ہمیشہ حمایت کرتے رہے۔ گو ایمان نہیں لائے۔ اور اپنے چچا کے احسانات کے عوض میں آپ نے حضرت علیؓ پر یہ احسان کیا کہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا کی شادی ان کے ساتھ کردی۔ اور ان کے ساتھ آپ محبت بھی بہت کرتے تھے۔ حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں میں چوتھے ہیں۔ پہلے تین خلفاء حضرت ابو بکر۔ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ اسلام کے اقرار اور اعلان میں حضرت خدیجہؓ۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کے بعد بلالؓ اور زیدؓ ہیں۔ یہ دونوں بھی تاریخ اسلام میں مشہور انسان ہیں۔ زید اصل میں ایک غلام تھے۔ جو حضرت خدیجہ کے پاس تھے۔ اور آپ نے انھیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ مگر جیسے کہ آپ کی عادت تھی آپ نے فوراً انھیں آزاد کردیا۔ اور آپ کے اخلاق حسنہ کا اس قدر اثر زیدؓ پر تھا۔ کہ جب اُس کے والد مکہ میں آئے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اسکے بیٹے کو اس کے ساتھ جانے کی اجازت دیجائے تو آپ نے فرمایا کہ زید کو اختیار ہے اگر وہ جانا چاہے تو چلا جائے۔ چنانچہ جب حضرت زیدؓ کے والد نے اُن سے پوچھا کہ تم یہاں رہوگے یا میرے ساتھ چلوگے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ میں کسی شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ حتیٰ کہ اپنے والدین کو بھی نہیں۔ یہ آپ کے ہی اخلاق کریمانہ کا اثر تھا جس نے ایک شخص کو اس طرح رام کرلیا کہ ماں باپ سے بھی بڑھ کر وہ آپ سے محبت کرنے لگا۔ اور ایمان کی

حقیقت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی شخص ایمان نہیں لاتا جبتک کہ میں اسکے نزدیک سب سے زیادہ حتی کہ اس کے باپ اور بیٹے سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔ اس تعلق کے اظہار نے زیدؓ کی محبت کو اور بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں بڑھا دیا۔ اسی شدید تعلق محبت کی وجہ سے ہی تو زید کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی کہ اُس نے اپنے ماں باپ کی بھی پروا نہ کی زید کو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہتے تھے۔ زید کے اس جواب پر اس کا والد واپس چلا گیا۔ اور زید کو اس قدر خوش پاکر کہ اسے والدین کی بھی پروا نہیں وہ بہت خوش [illegible]۔ آگے چلکر ہم دیکھیں گے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی زیدؓ پر اُس کے اس تعلق محبت کی وجہ سے کس قدر احسان کیا کہ قریش کی ایک عظیم الشان عورت زینبؓ کا جو خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپی کی بیٹی تھیں اس کے ساتھ نکاح کر دیا۔ حالانکہ آزاد شدہ غلاموں کو عرب میں کبھی اتنی عزت نہیں دی گئی تھی۔ مگر اسلام کی اخوت نے ایک حقیقی جمہوریت کا رنگ پیدا کر دیا تھا۔ اور قومیت اور رنگ کے تمام امتیازات کو مٹا دیا تھا۔ اس کے بعد اور کئی لوگ اسلام میں داخل ہوئے جن میں قابل ذکر نام طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ عبد الرحمن کے ہیں۔ ابو عبیدہ بھی جو ایک نہائت مشہور انسان تھے۔ دولتِ اسلام سے مستفید ہوئے۔ کئی عورتیں بھی اسلام کے اندر داخل ہوئیں۔ انہی میں اسماء حضرت ابو بکر کی بیٹی ہیں +

پہلے تین سالوں میں نسبتاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ حق میں کم تکلیف پیش ہوئی اور مخالفت کچھ زیادہ نہ تھی۔ صرف لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہوئے گذر جاتے۔ کہ یہ شخص آسمان سے وحی پانے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ لیکن جب آپ نے کھلے طور پر عرب کی توہم پرستی اور جن بھوت کی پرستش کو بُرا کہا۔ جب اُن کی بُت پرستی پر علانیہ حملہ کیا گیا تو مخالفت کی آگ بھی بھڑک اُٹھی۔ لوگ صدیوں سے بُتوں کی پوجا کرتے چلے آئے تھے۔ اور بُت پرستی نے یہاں تک اس قوم پر تسلط پا لیا تھا۔ کہ خود کعبہ میں جو توحید کا گھر تھا تین سو ساٹھ بُت رکھ دیئے گئے تھے۔ تاکہ ان کی تعداد سال کے دنوں کے برابر ہو جائے۔ اس کے علاوہ ہر قبیلہ اپنا الگ بت رکھتا تھا۔ ان میں سے تین بڑے معزز بُت سمجھے جاتے تھے۔ یعنی لات عزیٰ اور منات۔ بلکہ اُن کے شب و روز کے

کاروبار میں بُت پرستی کا دخل ہو گیا تھا۔ اور یہاں تک بڑھے کہ بن گھڑے پتھروں کو بھی پوجا کے لیئے ساتھ لے لیتے تھے تاکہ اپنے سفروں میں ان کی پوجا کرتے رہیں پس ایسے لوگوں کے اندر بُت پرستی کی مخالفت کوئی معمولی امر نہ تھا۔ مذہب پر حملہ سب حملوں سے زیادہ محسوس ہوتا ہے اور اپنے بتوں کی تحقیر سُن کر لوگ آگ ہو گئے۔ مخالفت نے اس قدر زور پکڑا۔ کہ اس سے کوئی مفر نظر نہ آتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے پہلے پہلے تو اس مخالفت کا مقابلہ کیا۔ مگر جب قریش کے سارے سردار بگڑتے نظر آئے۔ تو اُس نے بھی آنحضرت پر کچھ دباؤ ڈالنا چاہا۔ اور آپ سے یہ کہا کہ لوگوں کے بتوں اور دوسری پُوجا کی چیزوں کی مذمت کرنا آپ چھوڑ دیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے اور جب تک میں جیتا ہوں اس کام سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ ابو طالب گو دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا قائل تھا۔ اور آپ کو کہہ بھی چکا تھا۔ کہ میں آپ کو امین سمجھتا ہوں اور جھوٹ کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ مگر قوم کا دباؤ بھی بڑا تھا اُس نے آپ کو سمجھانا چاہا کہ اس طرح پر قوم میں فساد پیدا کرنا اور دشمنی کا بیج بو دینا اچھا نہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواہ اس کام میں آپ کی جان بھی جاتی رہے مگر آپ اسے ترک نہیں کر سکتے۔ تب ابو طالب نے سمجھ لیا کہ آنحضرت کو اس کام سے روکنا بے سود ہے۔ اور آپ کو کہدیا کہ آپ جس طرح چاہیں وعظ کریں میں دشمنوں کی آپ سے مدافعت کرتا رہوں گا۔

اس پر قریش کے سردار اور عمائد بہت گھبرائے۔ کیونکہ انھوں نے دیکھا کہ ابو طالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رفاقت پر اور آپ کا ساتھ دینے پر تُلا ہوا ہے۔ اور اس طرح بنی ہاشم گویا آپ کے ساتھ ہیں پس آپ کی علانیہ مخالفت یا آپکو قتل کر دینے کا نتیجہ ساری قوم بنی ہاشم کے مخالف ہو گی۔ پس اب اُنھوں نے کوشش کی کہ ابو طالب کو اور طرح سے ورغلائیں پس بڑے بڑے رؤسائے قریش کا ایک وفد اس کے پاس گیا اور ایک نہایت خوبصورت لڑکا ولید کا بیٹا عمارہ اُس کے سامنے پیش کیا کہ اس کو بجائے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اپنا بھتیجا سمجھ لے اور آپکو قریش کے حوالے کر دے تاکہ اپنے خداؤں کی توہین کا جس طرح سے چاہیں آپ سے بدلہ لیں اور ساتھ ہی یُوں کہا کہ اس شخص کو اپنا بھتیجا بنانا تمہارے شایان شان نہیں جو تمہارے

اور ہمارے مذہب کی توہین کرتا ہے۔ اس لیئے اس کی جگہ ہم ایک بہتر لڑکا پیش کرتے ہیں۔ ابوطالب نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات سے بخوبی آگاہ تھا۔ کیونکہ بچپن سے آپ اسکی نگرانی میں رہے تھے۔ کہا "اگر اونٹ جو شام کو باہر سے چر کر گھر میں آتے ہیں ان بچوں کی طرف جا سکتے ہیں۔ جو اُن کے اپنے نہیں تو میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے حوالہ کر سکتا ہوں"؟ اس کا مطلب تھا کہ اگر چارپائے بھی اپنی اولاد کی جگہ دوسروں کو نہیں لیتے تو اس سے جو کہ ایک انسان تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے بخوبی آگاہ تھا یہ امید کیونکر رکھی جا سکتی تھی۔ کہ وہ اپنے بھتیجے کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اس کی جگہ فرض کرلے گا +

ابو طالب نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی کہدیا تھا کہ آپکا مذہب بہت دلکش اور معقول ہے اور کہ اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ خود دیانت اور امانت میں سب سے بڑھ کر تھے اور میں جانتا ہوں کہ آپ محض ہمدردی اور خیر خواہی سے مجھ کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ اور آخر پر کہا کہ "آپ کی موجودگی سے میری آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں۔ لیکن میں لوگوں کی ملامت کے خوف سے آپ کے مذہب کو قبول کرنے سے ڈرتا ہوں۔ تاہم میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپکے دشمنوں کے خلاف میں ہمیشہ آپ کی نُصرت اور تائید کروں گا" (زرقانی) مکہ کے معززین روز بروز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں ترقی کرتے گئے۔ ولید بن العاص۔ الحرث۔ اسود بن یغوث اور ابو جہل جو کہ مکہ کے سرداروں میں سے تھے اُنھوں نے یہ ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ کہ جس طرح سے ہو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی جائے۔ لیکن آپ کا ایمان اللہ تعالے پر ایسا کامل و راسخ تھا کہ ایک لمحہ کے لیئے بھی آپ اپنے اصل مقصد سے اِدھر اُدھر نہیں ہوئے۔ گو یہ پانچ آدمی مکہ کے ایک ایک گھر میں لوگوں کو یہ ترغیب دیتے پھرے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیرؤں کو ہر ممکن طریق پر تکلیف دیجائے۔ کیونکہ یہ شخص تم لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنے باپ دادوں کا مذہب چھوڑ دو اور صرف ایک خدا پر ایمان رکھو +

حج کے موسم کے آنے پر انھوں نے اور بھی زیادہ کوشش کی۔ کہ آپ کے دین کی ترقی کی راہ میں روکاوٹیں ڈالی جائیں۔ بڑے بڑے اہل الرائے کی ایک منتخب مجلس بلائی گئی۔ تاکہ سب اتفاق سے ایک رائے قائم کرکے اس طریق پر اشاعت اسلام کے کام کو روکیں۔ چنانچہ سب کا اس بات پر

اتفاق ہوا کہ بڑے بڑے شاہراہ جن سے مختلف اطراف سے لوگ مکہ میں آتے ہیں ان سب پر اپنے آدمی متعین کر دینے چاہئیں جو ہر ایک باہر سے آنے والے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پہلے سے ہی بدظن کرتے رہیں تاکہ کوئی آپ کی بات ہی نہ سننے پائے۔ اس پر سوال یہ ہوا کہ یہ پہریدار جو مختلف راہوں پر بیٹھیں گے مناسب یہ ہے کہ وہ سب کے سب آنحضرت کے متعلق ایک ہی خیال کا اظہار کریں پس وہ الفاظ کیا ہوں اس پر مختلف تجویزیں پیش ہوتی رہیں۔ ایک نے کہا کہ ان کو چاہیئے کہ وہ سب کے سب یہ کہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ایک کاہن ہیں یعنی کہانت کے ذریعہ سے کچھ آئندہ کی پیشگوئیاں کر کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس مجلس کے پریزیڈنٹ ولید بن مغیرہ نے کہا خدا کی قسم وہ کاہن نہیں جیسا کہ ہم کاہنوں کو جانتے ہیں۔ بلکہ کاہن سے ان کو کچھ بھی مشابہت نہیں ہے ایک اور نے کہا کہ اچھا پھر یہ کہنا چاہیئے کہ وہ مجنون ہے۔ اس پر میر مجلس نے کہا خدا کی قسم وہ مجنون نہیں۔ کیا ہم جنون کو نہیں پہچانتے۔ اس میں کسی قسم کی دیوانگی کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ایک اور بولا کہ یہ مشہور کیا جائے۔ کہ یہ ایک شاعر ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں یعنی محض اپنی قوت متخیلہ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا چاہتا ہے۔ اور اس کے کام کی بنیاد کچھ بھی نہیں۔ میر مجلس کو یہ رائے بھی پسند نہ آئی اور اس نے کہا شاعری کی کیفیات کو ہم سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے محض تخیل اور شاعرانہ خیالات محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نہیں پائے جاتے۔ چوتھی آواز یہ آئی۔ کہ آپ کو ساحر کے نام سے بدنام کیا جائے۔ پریزیڈنٹ نے کہا ساحر تو وہ قطعاً نہیں۔ تب سارے وکلاء نے حیران ہو کر میر مجلس سے پوچھا۔ کہ پھر کیا کہا جائے۔ اس نے کہا اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کی باتوں میں شیرینی ہے۔ اور جو کچھ ہم اس کی نسبت کہیں گے وہ بیہودہ ہوگا۔ لیکن چونکہ ہماری غرض یہ ہے کہ لوگوں کو اس سے روکا جائے اور متنفر کیا جائے۔ بہرحال ہمیں کسی ایک بات پر متفق ہونا ضروری ہے اس لیئے ہم یہی تجویز کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک ساحر ہے جو بیٹوں کو ان کے والدین سے۔ عورتوں کو ان کے خاوندوں سے بھائیوں کو بھائیوں سے اور باپوں کو ان کے بچوں سے الگ کر دیتا ہے (زرقانی) اس لیئے یہی طریق اختیار کیا گیا۔ اور مکہ کے اندر جس قدر رستے آتے تھے ان سب پر پہریدار متعین کر دیئے گئے۔ ان مجوزین نے تجویز تو یہ اس غرض کے لیئے کی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو روکیں مگر نتیجہ برعکس ہوا کیونکہ ان لوگوں کے ذریعہ سے ایسے لوگوں کو بھی آپ کا علم ہو گیا۔ جو ویسے بےخبر

پہنچتے۔ اور یہ لوگ اس خبر کو اپنی اپنی قوموں میں لے گئے اور ان لوگوں تک اس کو پہنچایا جو حج کے لیئے نہ آسکے تھے۔ اِس طرح پر سارے ملک عرب میں آپکا چرچا پھیل گیا اور اُس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ باہر کی قوموں میں سے کئی لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع ہوگئے ۔

جو لوگ اسلام میں داخل ہوتے تھے ابو جہل اُنپر بہت سختی کرتا تھا۔ وہ اُن کو گالیاں دیتا اور نہایت فحش الفاظ میں انکا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا۔ اس کے اشارہ سے ہر قسم کی غلاظت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر پھینکی جاتی۔ جب آپ کعبہ میں نماز میں مصروف ہوتے۔ اور ایسا ہی ان کے گھروں کے دروازوں پر پھینک آتے۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلعم پر ایک وحشیانہ حملہ کیا گیا۔ عقبہ جو عرب کے سرداروں میں سے ایک تھا ایک کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر اسے مروڑا اور اس طرح پر آپ کو گھسیٹنے لگا۔ اس موقعہ پر حضرت ابو بکرؓ پہنچ گئے اور آپ کو اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑایا اور سب دشمنوں کو مخاطب کرکے فرمایا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ کیا تم ایک شخص کو اس لیئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے ۔

ایک موقعہ پر ایک بڑا بھاری بوجھ اس وقت آپ کی پیٹھ پر رکھ دیا گیا جب آپ سجدہ کی حالت میں تھے اسکا بوجھ اس قدر تھا کہ آپ اُٹھ نہ سکتے تھے۔ جب آپ کے صحابیوں کو پتہ لگا تو وہ دوڑے آئے سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ پہنچیں جو اُس وقت ابھی ایک لڑکی تھیں۔ اور اُنھوں نے ہی جاکر آپ کی پیٹھ کو اس بوجھ سے ہلکا کیا۔ حضرت فاطمہؓ کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ آپ کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ کی تعلیم دوسروں کو بھی یہ تھی کہ اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اکرموا اولادکم۔ اور آپ بچوں [illegible] تھے۔ اسی طرح آپ خود ساری عمر اپنی لڑکی فاطمہؓ کی عزت کرتے رہے [illegible] ہوگئی اور آپ حضرت علی کے گھر سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] کا استقبال کیا کرتے تھے۔ اور اس طرح پر اپنی اولاد کے ساتھ [illegible] کا تھا۔ اس طرح عرب کے لوگوں کو یہ بھی سمجھانا مقصود تھا کہ لڑکیوں کے حقوق [illegible] اور انھیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ چنانچہ بعد میں آپ نے عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق ہر قسم کی قبیح رسومات کا قلع قمع کیا۔ اور عورتوں کی حالت میں بڑی بڑی عظیم الشان

اصلاحات کیں ۔

ابوجہل، شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ کی مخالفت بالخصوص ایسی شدید ہوگئی کہ اور جو مظالم وہ مسلمانوں پر کرتے تھے وہ اس حد تک پہنچے کہ بہت سے لوگوں کو اب اپنے وطن عزیز میں زندگی کے دن کاٹنا محال نظر آنے لگا۔ اس لیے کئی مسلمان مردوں اور عورتوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ اجازت چاہی کہ وہ وطن کو ترک کردیں اور ہجرت اختیار کریں۔ گو آپ کے ساتھیوں کی تعداد اسوقت نہایت قلیل تھی۔ مگر مجبوراً ان کی جانوں کے بچاؤ کے لئے آپ کو ہجرت کی اجازت دینی پڑی اور ایک تعداد نو مسلموں کی حبش میں پہنچ گئی۔ جب قریش نے دیکھا کہ یہ لوگ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو انھوں نے اپنا ایک وفد نجاشی شاہ حبش کے پاس بھیجا جس نے نہ صرف بادشاہ کو بھی کہہ کر اکسایا کہ ان لوگوں نے ہمارے دین کو ترک کردیا ہے اور اپنی ہی قوم کے مخالف اور دشمن ہوگئے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسٰے کو بھی برا کہتے ہیں تاکہ نجاشی جو عیسائی تھا جوش میں آجائے اور مسلمانوں کا دشمن ہوجائے۔ مگر ان کی ساری کوششیں ناکام ہوئیں۔ جب نجاشی نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق عیسائیت کی تعلیم کو سنا تو اس نے کہا حضرت عیسٰے اس سے بڑھ کر نہ تھے جو اسلام کہتا ہے یعنی وہ ایک راستباز انسان تھا خدا نہ تھا مسلمانوں نے جب اپنی حالت کا جس حال میں وہ پہلے تھے اور جس راہ پر اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں لگایا نقشہ کھینچا تو نجاشی نے قریش کے وفد کو صاف جواب دیدیا۔ کہ میں ان پناہ گزینوں کو تمہارے حوالے نہیں کرسکتا +

ان تمام مشکلات اور مصائب کے اندر مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جاتی تھی عرب کا ایک نامور میدان مرد۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت حمزہؓ نے بھی اسلام قبول کیا حمزہ چالیس اور پچاس سال کی عمر کے درمیان تھے اور انھوں نے پورے چھ سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعاوی پر غور کرنے کے بعد اور ان کی صداقت کا یقین حاصل ہوجانے کے بعد آپ کا ساتھ دیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ فوراً کعبہ میں چلے گئے۔ تاکہ اپنے اسلام کا اعلان عام کردیں اور لوگوں کو یہ بتادیں کہ وہ ایسے شخص کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھ دینا چاہے اپنا دشمن جانیں گے۔ ان کے اس اعلان کا اچھا اثر ہوا اور کچھ وقت تک وہ مظالم جو مسلمانوں پر بیدردی سے کیئے جاتے تھے کم ہوگئے۔ روسائے کرنے حضرت حمزہ کو [illegible]

اور ملامت بھی کی کہ تم کس طرح اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کر کے ایک ایسے شخص کا مذہب قبول کرتے ہو جو کعبہ کے بتوں میں سے کسی کو تسلیم نہیں کرتا اور صرف ایک خدا کو مانتا ہے۔ لیکن حمزہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی راستبازی اور دیانت امانت پر پوری اطلاع رکھتے تھے اور اُنھوں نے بہت غور و فکر کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ اس لیئے سرداران قریش کی ترغیب اور ملامت کا اثر اُن پر کچھ نہ ہوا۔ اسلام کے دشمنوں کو اس بات پر بہت غصہ آیا۔ کہ حمزہ جیسا نامور آدمی بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی وجہ سے اور بھی بہت سے لوگ اسلام کی طرف چلے جائیں گے۔ مگر وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اس طرح یہ باوجود شدید ترین مخالفت کے اسلام روز بروز ترقی کرتا چلا گیا +

ایک موقعہ پر پھر مکہ کے رئیسوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کام سے رکنے کی ترغیب دینی چاہی اور ایک عظیم الشان وفد جس میں عقبہ۔ شیبہ۔ ابن حرب ابا سود۔ ولید بن مغیرہ ابوجہل امیہ بن خلف و دیگر رؤسائے عظام موجود تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں کہ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کر کے ایک نیا مذہب قائم کیا جائے۔ اور بتوں کی پرستش کو برا کہا جائے " تم نے اپنے والدین کو ذلیل کیا ہے۔ اور تم سارے لوگوں کی عقلمندی کی باتوں کو جہالت سمجھتے ہو۔ تم بتوں کو برا کہتے ہو۔ اور ہر طرح پر تم نے اُن کی عبادت پر حملہ کیا ہے"۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کی کچھ پروا نہ کی اور جواب میں کہا کہ تو ہم پرستی کے عقیدے انسان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ صرف خدائے واحد کی عبادت سے انسان اعلے سے اعلے اخلاق اور روحانی مراتب کو پا سکتا ہے۔ وہ مایوس ہو کر چلے گئے لیکن ایک مرتبہ پھر ایسی ہی کوشش کی۔ مگر اس دفعہ لالچ دے کر آپ کو اس کام سے روکنا چاہا انھوں نے اپنے میں سے ایک یعنی عقبہ کو منتخب کیا کہ وہ آپ کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کرے اور یہ کہے کہ قریش اس بات پر راضی ہے کہ آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں۔ اور زر و مال جس قدر آپ چاہیں آپ کے پاؤں میں لا ڈالیں اور خوبصورت سے خوبصورت عورت جسے آپ پسند کریں وہ آپ کے نکاح میں دیدیں۔ یا اور کوئی امر جس کی آپ خواہش کریں پورا کر دیں بشرطیکہ آپ بتوں کی تحقیر چھوڑ دیں۔ عقبہ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں جو گفتگو ہوئی اس میں

عقبہ نے اپنی گذارش کو مؤدبانہ رنگ میں پیش کیا۔ اور یوں خطاب کیا " اے میرے بھائی کے بیٹے آپ ہمارے ہی خاندان میں سے ہیں اور جس مقام پر ہم ہیں اس اعلےٰ مقام پر آپ بھی ہیں۔ مگر یہ تبلیغ کا کام جو آپ نے شروع کیا ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا اور اس سے قوم میں فساد پھیل رہا ہے۔ آپ ہمارے بتوں کی تحقیر کرتے اور ہمارے خداؤں کی تکذیب کرتے ہیں اور ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ جن باتوں کو ہمارے باپ دادا مانتے تھے انکو ترک کردیں۔ میں آپ کے سامنے چند باتیں پیش کرتا ہوں اگر آپ انھیں توجہ سے سنیں ممکن ہے کہ اگر آپ غور کریں تو ان میں سے کسی بات کو آپ پسند کریں "

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح نرمی کے لہجہ میں فرمایا۔ بہت بہتر اے ابا ولید۔ جو کچھ آپ کہیں میں اُسے سننے کو تیار ہوں۔ اس پر عقبہ نے خوش ہوکر کہا اے میرے بھائی کے بیٹے اگر آپ سُنیں تو اب میں بیان کرتا ہوں +

اس کے بعد اُس نے وہی سب تجاویز آپ کے سامنے پیش کیں۔ جب وہ سب باتیں کہہ چکا تو آپ نے دریافت کیا کہ اے ابا ولید کیا آپ نے اپنی بات پوری کرلی۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اب جو کچھ میں کہوں اُسے آپ بھی سُن لیں گے۔ اُس نے کہا بیشک۔ تب آپ نے سورہ حم السجدۃ کی ابتدائی آیات اس کے سامنے پڑھنی شروع کیں۔ حمٓ ۝ تنزیل من الرحمٰن الرحیم ۝ کتٰب فصلت اٰیاتہٗ قراٰنا عربیا لقوم یعلمون ۝ جب آپ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پُہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عادٍ وثمود۔ پس اگر وہ مونھ پھیرلیں تو کہدے کہ میں تمکو اس قسم کی سزا سے ڈراتا ہوں جس قسم کی سزا عاد و ثمود پر آئی تھی۔ اس انذار کو سُن کر عقبہ گھبرا گیا اور آپ سے درخواست کی کہ اب اور نہ پڑھیں۔ گو وہ ایک جنگجو آدمی اور بڑے مضبوط دل کا انسان تھا مگر اس کلام کا اس پر کچھ ایسا اثر ہُوا کہ اُسے اس قدر بھی جرأت نہ ہوئی کہ یہ جواب واپس جاکر اُن لوگوں کو سُنائے جنھوں نے اُسے اپنا وکیل بناکر بھیجا تھا۔ بلکہ کئی دنوں تک وہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور بالکل ملاقات ترک کردی لوگ متعجب تھے کہ یہ کیا بات ہے۔ اور آخر وہ خود اسکے پاس پُہنچے کہ اس سے دریافت کریں کہ اسے کیا جواب ملا۔ بلکہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہاں تک گمان گذرا کہ عقبہ مسلمان ہوگیا ہے۔ جب اس پر بہت سوالوں کی بوچھاڑ ہوئی تو آخر اُس نے انھیں کہا۔

" تم جانتے ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ جس خلوص دل سے اُنھوں نے بات کہی اور پھر اس کے ساتھ جو مرعوب کردینے والی وحی اُنھوں نے سُنائی اُس نے مجھے ڈرا دیا ہے "

کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ واقعی عذاب الٰہی ہی ہم پر آجائے۔ اور اس وجہ سے میں نے تنہائی اختیار کرلی ہے اگر تم میری بات مانو تو اُن کو چھوڑ دو کہ جس طرح چاہیں کریں۔ تم اس کے راہ میں مخل نہ ہو۔ اگر وہ مظفر و منصور ہو تو اس کی فتح ہماری فتح ہوگی۔ کیونکہ وہ ہماری قوم میں سے ہے۔ اسکی عزت ہماری ہی عزت ہے" اس صاف گوئی پر لوگوں نے کہا "خدا کی قسم تم پر بھی اس کے سحر کا اثر ہوگیا ہے" بجواب اُس نے صرف اس قدر کہا۔ کہ میں نے اپنی رائے تم پر ظاہر کردی ہے +

عشائے ربّانی میں شراب

(از کرسچین رجسٹر)

"رجسٹر کے ایک تازہ نمبر میں ایک نامہ نگار کہتا ہے کہ ہم مقدّس عشائے ربّانی کی رسم کو ترک نہیں کرسکتے" وہ کہتا ہے کہ "چونکہ ہم صاحب حواس انسان ہیں۔ اس لیئے اپنی مذہبی یاد کو اور مذہبی تمناؤں کو زندہ رکھنے کے لیئے ہمیں جسمانی علامات کی ضرورت ہے" کوئی موحد نامہ نگار کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرسکتا۔ بلکہ میں تو یہ کہنے کے لیئے تیار ہوں۔ کہ جسمانی نشانات پر اس قدر فریفتگی سے بڑھ کر روحانی ترقیات کو روکنے والی کوئی چیز نہیں۔ یہ کہنا کہ ہم یسوع نام کے ساتھ اس طرح تعلق پیدا کرسکتے ہیں۔ کہ ایک ظاہر نشان کے طور پر اس کے گوشت کو کھائیں اور اس کے خون کو پیئیں اسبات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہم ابھی تک تاریکی میں ہیں یسوع ہماری رہنمائی کرنے والی روشنی ہے اور جس طرح پولوس نے اپنی دوسری چٹھی میں جو قرنطیوں کے نام ہے لکھا ہے۔ نور کا تاریکی سے کیا تعلق ہے؟

سب سے بہتر طریقہ یسوع کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت بڑھانے کا یہ ہے کہ ہم سب مل کر جو نیکی کرسکتے ہیں کریں۔ محبت سے لوگوں میں سے شیطانوں کو دور کریں۔ بیماروں کو خوشی سے تندرست کریں۔ اور برادرانہ ہمدردی سے غریبوں کو تسلی دیں۔ کیا کوئی شخص شک کرسکتا ہے کہ یسوع کے خیالات کیا ہونگے۔ جب اسے یہ معلوم ہوگا اس کے پیرو اس کی یاد میں یہ نیک کام کررہے ہیں +

جب ساری مہذب دنیا اب شراب کے بنانے اور اُس کی فروخت کے خلاف ہوتی جاتی ہے

تو یہ قانون ممانعت شراب کیسا عجیب ہوگا۔ جس میں یہ بھی ایک فقرہ ہوگا۔ کہ شراب کا بنانا اور فروخت کرنا قطعاً ممنوع ہے۔ سوائے گرجا گھروں میں استعمال کے لیئے! کیا عیسائیوں کے نور قلب پر یہ ایک خطرناک دھبہ نہ ہوگا۔ اسبات کو کون مان سکتا ہے کہ یسوع اس بات کو پسند کرے گا۔ کہ اسکی عبادت میں اس شراب کا استعمال جائز قرار دیا جائے۔ جس کو اس کے علاوہ ہر مقام میں ایک بدی سمجھا جاتا ہے۔ بھلا مسیح کی محبت میں اور نسل انسانی کے سب سے بڑے دشمن شراب میں کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ جیسے جیسے انسانوں کی قوت متفکرہ ترقی کرتی ہے۔ اور روشن ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس قسم کی عبادت سے عیسائیت کی طرف کھینچا جانے کی نسبت عیسائیت سے بیزار بہت زیادہ لوگ ہونگے اور بہت لوگ دل رابدل رہ راست پر عمل کرکے مسیح کے ساتھ اپنی محبت یہ کہکر بڑھائیں گے۔ کہ میں انگور کے رس کو اب نہ پیوں گا۔ جب تک کہ خداوند کی بادشاہت نہ آجائے۔" جب شراب کسی آدمی کو فتنہ میں نہ ڈالے گی +

"مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دو۔ تم جاؤ اور خدا کی بادشاہت کا وعظ کرو۔"

(ای۔ ایم۔ بی)

اسلامک ریویو

اسلام نے شراب اور ہر قسم کے منشیات کا استعمال تیرہ ۱۳۰۰ سو سال سے زیادہ ہوئے حرام کردیا اور اس کے ساتھ ہی خدا کے سب نبیوں کے ٹھیک مقام کو بتادیا موسےٰ ہوں یا عیسےٰ یا خود حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اس نے نجات کا راہ ان سب لوگوں کے لیئے کھول دیا۔ جو خدا کے ان نبیوں کو قبول کرکے اُن کے نیک نمونہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ یہ اعتقاد کہ فلاں شخص کے خون میں گناہ سے پاک کرنے کی طاقت ہے یا وہ خون ہمارا ذریعہ نجات ہوسکتا ہے۔ اور شراب کو پی کر یہ سمجھنا کہ یسوع یا کسی اور انسان یا کسی خدا کے خون کو پینے کا نشان ظاہر ہے۔ نہ صرف ایک توہم پرستی کا عقیدہ ہے۔ جو بیسویں صدی کی معقولیت کی روشنی میں قطعاً قابل قبول نہیں رہا۔ بلکہ یہ ایک ایسا کفر کا عقیدہ ہے۔ کہ کوئی خدا پرست قوم معقولیت کے ساتھ اس کو بیان نہیں سکتی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ حقیقی نور جو کوہ فاران پر چمکا۔ اور جس نے انسانوں کو سب غلطیوں سے باہر نکالا۔ ہمارے عیسائی بھائیوں کو بھی منور

کرے۔ اور وُہ اسبات کو سمجھیں کہ اثر جو پیدا ہوتا ہے تو اعمال سے پیدا ہوتا ہے نہ خالی اعتقادات سے۔ اور وُہ یسوعؑ مسیح کو بھی حقیقی طور پر پہچانیں۔ کہ وُہ ایک راستباز اور نیک خدا کا بندہ تھا۔ اور اُسے اپنے بُرے اعمال جیسے شرابخوری وغیرہ کی ذمہ واری سے بری قرار دیں +

"خدا کی بادشاہت آگئی۔ شراب کی حرمت کا دُنیا میں اعلان ہوچکا۔ یہی درحقیقت خدا کی بادشاہت ہے۔ کیونکہ حرمتِ شراب کے ساتھ شیطان یعنی بدی کا تسلط دُنیا سے اُٹھ گیا۔ اور خدا کی بادشاہت یعنی نیکی کی حقیقی راہیں قائم ہوگئیں۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ اسبات کا اعتراف اب عیسائیوں کے مُونہ سے ہونے لگا۔ کہ جب تک شراب نہ رُکے تب تک خدا کی بادشاہت قائم نہیں ہوسکتی۔ افسوس ہے کہ انجیل کے بعض واقعات شراب خوری کے عیسائی ممالک میں اس قدر ترقی کے معاون ہوگئے۔ مثلاً یہی عشائے ربّانی کی رسم جس کے خلاف اس قدر سختی کے ساتھ نامہ نگار رجسٹر نے لکھا ہے یا وہ شراب بنانے کا معجزہ جو حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب کرکے ہمیشہ کے لئے شراب کے بنانے کی حلت لگائی گئی۔ کاش یہ واقعات اناجیل میں نہ ہوتے تو ممکن نہ تھا۔ کہ ایسی تعلیم یافتہ مہذّب اور عقل و فکر سے کام لینے والی قوموں میں شراب خوری جیسی مہلک بیماری ایسی جاگزین ہوتی۔ موجودہ جنگ کے فوائد میں یہ کوئی چھوٹا سا فائدہ نہ ہوگا کہ اُس نے شراب خوری کی طرف سے طبائع کو کچھ متنفر کیا ہے۔ اور ممکن ہے آئندہ اور بھی شراب خوری کی مخالفت بڑھے۔ اشاعت اسلام +

[illegible]

صوفی اور غیر صوفی ہر مسلمان کے پڑھنے کے لائق کتاب

گنجینہ اسرار حقیقت

طالبان مولا یہ نادر کتاب علوم دینیہ کے عامل علمائے کرام کے مقدس سینوں سے نکلے ہوئے علمی جواہرات کا خزانہ ہے اور ایک سو تیرہ ہر زمانہ و ہر ملک کے اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے وہ بیش قیمت خفیہ اقوال درج ہیں جن کو وہ برسوں کی خدمت سے بھی نہیں بتلاتے جن پر عمل کرنے سے انسان کو سچی ہدایت اور نجات ابدی حاصل ہوتی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ قرآن شریف اور حدیث کے بعد برگزیدہ بزرگوں کے اقوال و افعال کی تائید مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچاتی ہے مصنف کی غرض یہ ہے کہ نور معرفت کی روشنی سے نوجوانان اسلام کے بھٹکے ہوئے دلوں سے ملحدانہ شکوک کی تاریکی رفع کیجائے اور بزرگان عظام اور اولیائے کرام کے طریق معرفت لوگوں کو بتلائے جائیں۔ ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اس نادر کتاب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ برکات الٰہی کا خزانہ کوڑیوں کے مول لٹاتے ہیں۔ غور تو کرو ایکسو تیرہ ۱۱۳ بزرگان اسلام کے اقوال قیمت معہ محصول صرف بارہ آنہ ہے۔ مسلمانو خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اور توشۂ عاقبت خرید لو۔

ملنے کا پتہ

مینیجر قیصر ہند ایجنسی نمبر ۱۵ سہارنپور۔ یو۔ پی

خود ڈاکٹر بن جائیے

اگر آپ خود ڈاکٹر بنکر [illegible] کو وبائی امراض کے زمانہ میں محفوظ رکھنا چاہتے ہیں یا اپنے غریب پڑوسیوں کو انکے نازک وقت میں [illegible] ہونا چاہتے ہیں تو اسکا ایک نہایت آسان طریقہ ہے جسمیں نہ زیادہ دولت کی ضرورت ہے اور نہ وقت کی اور وہ یہ ہے کہ کلکتہ نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کے مشہور آزمائشی بکس کو خرید لیجیے اسمیں جملہ ایسے مفید اور مجرب مفصل ذیل دوائیں ہیں جو آپ کو ہر وقت اور ہر موقع پر کام دیں گی ۔

تفصیل ادویات

عرق کافور ہیضہ وگرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے	دمہ کی دوا ۔ فوراً دم کو دبا دیتی ہے ۔
کولا ٹانک ۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا	مقوی باہ کی گولیاں ۔ جیسا نام ویسا فائدہ
جلاب کی گولیاں ۔ آسانی سے پیٹ صاف کرتی ہیں	عرق پودینہ سبز ۔ درد شکم وریاحی درد کی دوا ۔

قیمت [illegible] محصول ڈاک چار آنہ (۴؍)

ادویات ہر جگہ دوکا[illegible] سے ملتی ہیں ۔ [illegible] کارخانہ سے طلب کیجئے ۔

قوت کی گولیاں

[illegible] شہور ہی ہیں ۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس [illegible] انیا ملاکر یہ گولیاں بنی ہیں [illegible] کو طاقت دینے کا خاص جوہر رکھتی ہیں ۔ زیادہ محنت جوانی کی خرابی [illegible] کے استعمال سے اول ہی روز میں فائدہ نظر آتا ہے ۔ بدن میں [illegible] جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹتے ہوئے جسم [illegible] کی قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ایک سو چار شیشی تک [illegible] ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کرکے تین گولیاں منگائیں [illegible] تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے تیس ۳۰ روپیہ رکھنی چاہیئے تھی ۔

ڈاکٹر ایس ۔ کے ۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

معارف اعظم گڑھ

یعنی

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی و دینی رسالہ جو مولانا سید سلیمان ندوی سابق ایڈیٹر الندوہ کے زیر ایڈیٹری ۶۴ صفحہ کی ضخامت پر اعلیٰ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ ملک کے لائق اہل قلم اسمیں مضامین لکھتے ہیں ہر مضمون نہایت لیاقت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ لکھا جاتا ہے مولانا شبلی مرحوم کے غیر مطبوعہ مضامین بھی اسمیں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں قیمت سالانہ للعہ نمونہ چھ آنے (۶)

منیجر رسالہ معارف۔ اعظم گڈھ

عبرت

نجیب آباد سے [illegible] کا خالص تاریخی ماہوار رسالہ ۴۸ صفحات پر شائع ہوتا ہے ہندوستان کی تاریخ کے اہم اور دلچسپ واقعات پر خصوصیت سے روشنی ڈالتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کے لیئے اس رسالہ کا مطالعہ نہایت ضروری اور موجب دلچسپی ہے قیمت دو روپیہ سالانہ جو ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے بہت کم ہے ایک پرچہ کی قیمت ۴ر ہے نمونہ مفت نہیں بھیجا جاتا ملنے کا پتہ یہ ہے :-

(منیجر رسالہ عبرت)

وہ آنکھیں کہاں ہیں؟

جو ہمیشہ درد ملت سے خون بار رہتی ہیں۔ وہ دل کہاں ہیں جو حس مصیبت و فکر مآل سے زخمی ہو رہے ہیں [illegible] کہ وہ میرٹھ کے مشہور مذہبی و اصلاحی رسالہ

اسوۂ حسنہ

کا نسخہ منگوا کر دیکھیں جو سوا دو سال سے نہایت ایمانداری خلوص اور مآل اندیشی کیساتھ قوم و ملت کی خدمت کر رہا ہے اور جس نے اپنے ادبیا کی معلومات و منظومات اور عادات و اطوار میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا ہے اس رسالہ میں ہر قسم کی دلچسپی اور مذہب کے متعلق وہ تمام باتیں ہیں جنکی آج کل فی زمانہ مسلمانوں کو ضرورت ہے قیمت سالانہ للعہ محصول [illegible] آپ یہ رسالہ دیکھ کر بہت خوش ہونگے +

المشتہر منیجر رسالہ اسوۂ حسنہ [illegible] میرٹھ

ظل السلطان

اگر آپ بہترین خیالات و مضامین کا آئینہ دیکھنا چاہیں تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور تعلیم نسواں کے متعلق [illegible] مضامین [illegible] رسالہ [illegible]

[illegible] تعلیم کا ماہوار [illegible] فراہم کیا ہو [illegible] اسکی [illegible]

نمونہ کا پرچہ [illegible] کا [illegible] روانہ کیا جاتا ہے [illegible]

معاوضہ اور انعام بھی دیا جاتا ہے [illegible] اعلیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] فہرست

[illegible] جاتی ہے +

[illegible] ظل السلطان بھوپال

رسالہ افادہ ماہواری

زبان اردو میں اپنی آب وتاب کا پہلا نونہال علوم و فنون مغربیہ کا مترجم تعلیم و اصول تعلیم کا نئے نواز۔ سچے اخلاق اور قومی عزت کا قافلہ سالار کمسن لڑکوں اور لڑکیوں کی دماغی جسمانی اور اخلاقی کمزوریوں کا زبردست نباض اور سب سے بڑھ کر آپ کا سچا خدمتگذار اکیلا ایک رسالہ افادہ ہے جو علوم حکمیہ مادیہ (سائنس) اور دیگر یورپی صنائع و صرف پر مستقل اور دلچسپ مضامین لکھ کر اہل ملک کو کارآمد بنانیکی کوشش کرتا ہے۔ اور تجارت و زراعت و حرفت کے مغربی و مشرقی اصول کو مدنظر رکھ کر ملک میں اپنی آپ مدد کرنیکی ہمیشہ پرجوش تحریک کرتا ہے

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک (عہ) نمونے کا پرچہ علاوہ محصول ڈاک چار آنے (۴ر)

المشتہر مرزا نظام شاہ لبیب اڈیٹر افادہ محبوب پورہ حیدرآباد دکن

اشتہار واجب الاظہار

خضاب لاجواب

[illegible] بے مثل بے نظیر ہمارا خضاب [illegible]
[illegible] اب یہ اپنا جواب ہے
[illegible] میں عرض ہے کہ ہمارا خضابات قدیم
[illegible] ہندوستان اور برہما وغیرہ تک جاری ہے اور
[illegible] اصل سند ہماری یہ ہے کہ اگر ایسا نہو
[illegible] سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ خضاب تیل
[illegible] ہے ایک دفعہ استعمال کرنے سے معلوم ہوگا پانچ منٹ
[illegible] بال اپنی اصلی صورت کے طور پر ملائم اور چمکدار ہو جاتے
[illegible] جلد پر داغ نہیں لگتا قیمت علاوہ محصولڈاک فی بکس عہ
اور زیادہ خریدار کو فی درجن للعہ روپیہ خرچہ بذمہ خریدار
صرف ایک دفعہ کی آزمائش شرط ہے
[illegible] پتہ نہایت صاف معہ ڈاکخانہ ضلع وغیرہ کے خوشخط لکھیں
المشتہران حکیم محمد حسین حکیم سید احمد شاہ بخاری ہندی
بازار بھیرو میں پوسٹ ۹ بمبئی

بیس سالہ بیمار بچ گیا۔ لبنٹی ڈرما بیس بیس سالہ بیمار بچ گیا

تمام جلدی بیماریوں کے لیئے بے بو اور بے ضرر دوائی ہے اس کے بیرونی استعمال سے بھگندر پھوڑا۔ پھنسی پھوڑا داد چنبل سرخ باد۔ کسی تیز دھار والے آلہ کا زخم۔ بدبو ہجیراں۔ گرمی ناسور۔ خارش۔ دانتوں سے خون بہنا۔ مسوڑوں کا پک جانا۔ دانتوں کو ماسخورہ لگ جانا وغیرہ وغیرہ غرضکہ کسی کام کا اور کیسا ہی پورانہ زخم کیوں نہو جس سے کل دنیا کے ڈاکٹر مایوس ہو چکے ہوں علاج ہفتوں یا مہینوں نہیں کرنا پڑتا۔ ہمارا دعوی ہے کہ صرف ایک دفعہ لگانے سے ہی زخم نصف کے قریب بشرطیکہ درست ہو جاویگا۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ارسال خدمت ہوگا۔

قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک (۴ر) نمونہ چار آنے (۴ر)۔ اس کے متعلق ہمارے پاس متعدد سرٹیفکیٹ ہیں۔

المشتہر۔ بی ڈرما اینڈ کو۔ وزیرآباد۔

جو [illegible] ایشیا قصور [illegible]

کیونکہ ڈاکٹروں [illegible] سوا [illegible] شہادت [illegible]

ایک سالی سے اندھی [illegible] بینا ہو [illegible] جواہر نور العین [illegible]

[illegible] جواہر نور العین [illegible] تا [illegible]

[illegible] سرمہ [illegible] اور جواہرات کے [illegible] اصل [illegible] سالی ہے [illegible]

[illegible] آنکھیں دودن میں [illegible] و [illegible] ہر قسم کا [illegible]

[illegible] ہوجاتی ہے اور عمل جراحی کی [illegible] خاص [illegible] اعلیٰ [illegible]

بیشمار سند [illegible] مفصل

یارہ دن کی اندھی [illegible] کی زندگانی

[illegible]

[illegible] ۱۵ [illegible]

[illegible]

[illegible] لاکی [illegible] فائدہ ہوا

[illegible]

جواہر نور العین کی تعریف

[illegible]

حقیقت میں [illegible]

[illegible]

جواہر [illegible]

[illegible]

[illegible] دس سالہ [illegible] اندھی [illegible]

[illegible]

ایک دن [illegible] الاست [illegible]

[illegible] دور [illegible] بیشمار سند [illegible]

ایک [illegible] فی [illegible]

[illegible]

پتہ ۔ [illegible] نی [illegible] میران [illegible] جواہر نور [illegible]

سیر عالم

بیسویں صدی کی بہترین ایجاد یہ آلہ سیر عالم کو سرہانے کے نیچے رکھ کر سونے سے انسان کی روح جسم سے باہر نکل کر عالم بالا میں سیر و پرواز کرتی ہے۔ تم سونے سے پہلے سیر عالم سے کہدو۔ اور وہ تمہیں حسب منشاء مکہ معظمہ یا مدینہ شریف کی سیر دکھا دیگا۔ اور تمہیں ایسا معلوم ہوگا۔ کہ گویا ہوا میں اڑتے جاتے وہاں کی سیر کر رہے ہو۔ اور جسم تمہارا گھر میں چارپائی پر پڑا ہے۔ ان مزیدار روحانی سیروں سے تم کو ایسی خوشی حاصل ہوگی۔ کہ دنیا بھر کی خوشیوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ خیال کروگے۔ اور سارے جہان کا آزاد بادشاہ اپنے آپ کو تصور کروگے۔

مزید براں سیر عالم کے خریدار کو علم مسمریزم مفت سکھایا جاتا ہے۔ **کورس نمبر ا کی تفصیل**۔ پانی پر دم کرکے گھر بیٹھے بیماروں کے علاج بلا دوا۔ کسی کو خط کے ذریعہ سے جو بذریعہ ڈاک اس کے پاس بھیجا جائے متاثر کرکے اپنا ہم خیال بنانا۔ جادو کی انگوٹھی اور کراماتی آلہ بنانا۔ یہ وہی آلہ ہے۔ جسے ایک شخص چند پیسے لگا کر روپوں کے مول بیچتا ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب بھی ظاہر کر دی گئی ہے۔ معمول کیا خود اپنے آپ کو روشن ضمیر بنا کر عالم ارواح کا حال معلوم کرنا۔ کھوئی ہوئی چیز کو بتا دینا یا یہ بتلانا۔ کہ فلاں شخص اس وقت فلاں کام کر رہا ہے۔ حالت روشن ضمیری میں مزمنہ امراض کے علاج تجویز کرنا۔ مردوں سے ملاقات گھر بیٹھے دور دراز ملکوں کی سیر۔ اپنی موت کا حال چھ ماہ پہلے سے معلوم کرنا۔ حاکم یا افسر کو اپنے اوپر مہربان بنانا۔

کورس نمبر دوم کی تفصیل:- انہد شبد دائرہ بھرنا۔ آسمانی روحوں سے بات چیت جسم لطیف کے ذریعہ سے عالم بالا میں پرواز کرنا۔ دم کشی۔ علم تسخیر۔ اسم اعظم۔ علم النفس کے ذریعہ سے گذشتہ و آئندہ کے حالات معلوم کرنا۔ ہر قسم کی پیشگوئی کرنا وغیرہ۔ تعلیم۔ چھپے ہوئے اسباق نہایت ہی آسان ہیں۔ مبتدی کو ہر روز دس پندرہ منٹ معمولی محنت کرنا پڑتی ہے۔ جیسے کسی عام فہم کتاب کا مطالعہ کر لیا یا اسباق کو دیکھ لیا بات ایک ہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہمارا سکھانے کا طریقہ دنیا بھر کے عالموں سے نرالا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں شاگرد کامیاب ہو چکے ہیں۔ اور سینکڑوں سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔ مزید واقفیت کے لئے۔ ۲ کا ٹکٹ یا بیرنگ کی اجازت آنی چاہئے۔

مزید خبریں

فورچون ٹیلر:- ایک آلہ حضرت صوفی صاحب کی نئی ایجاد ہے۔ جو ہر قسم کی پیشین گوئی کر دیتا ہے۔ اور ہر ایک سوال کا جواب پنسل سے لکھ دیتا ہے۔ مزید لطف یہ ہے کہ اس کا عامل بننے کے لئے کسی مشق کی ضرورت نہیں۔ چند ہی منٹ میں آپ یا آپ کا کوئی دوست ہر ایک سوال کا جواب لینے لگیگا۔

آفٹر دی ڈیتھ:- یہ بھی ایک آلہ ہے۔ اس کے ذریعہ سے شاگرد لوگ اپنے مرحوم رشتہ داروں کی روحوں سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ رسالہ ریویو آف ریویوز کے ایڈیٹر مسٹر ڈبلیو اسٹیڈ آنجہانی آف لندن کیا کرتے تھے۔ حلفیہ تحریر آنے پر کہ ان ہر دو آلات کو ذریعہ معاش نہ بنایا جاویگا۔ شاگرد لوگوں کو انکے بنانے کا طریقہ مفت سکھایا جاتا ہے۔ مزید واقفیت کے لئے پتہ خوشخط لکھو۔

الراقم روح معلمہ (درسگاہ علوم روحانی) دی مسمریزم ہاؤس بکس ۲۳ لاہور

اکیس ۲۱ فوٹو

دربار حبیب صلعم کے قابل دید مناظر کی عکسی تصاویر

یہ فوٹو نہایت محنت سے تیار کرائے گئے ہیں۔ پہلے دس فوٹو تیار تھے۔ اب دس فوٹو تیار تھے۔ اب اکیس فوٹو کا سٹ تیار ہے قیمت فی عدد ۳؍ اکیس فوٹو کا مکمل سٹ ۴؍ دس فوٹو ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک (۱) روضہ شریف حضرت سرور کائنات صلعم کا رنگین فوٹو۔ (۲) کعبۃ اللہ بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اس پر سنہری حروف جو فوٹو میں اچھی طرح پڑھے جاتے ہیں۔ (۳) مدینہ منورہ کا نظارہ۔ (۴) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ۔ (۵) میدان عرفات لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا۔ (۶) شیطان کو کنکر مارنے کا نظارہ یعنی رمی۔ (۷) میدان منا میں حاجیوں کے کیمپ اور مسجد خیف کا سین۔ (۸) جنت المعلےٰ واقعہ مکہ معظمہ جس میں حضرت خدیجہؓ حرم رسول اللہ صلعم اور حضرت آمنہؓ والدہ حضرت سرور کائنات کے مزار کے فوٹو بھی ہیں۔ (۹) جنت البقیع جس میں مزارات اہل بیت و امہات المومنین و بنات النبی حضرت عثمان غنی و شہدائے بقیع وغیرہ۔ (۱۰) کعبۃ اللہ کے گرد حاجی طواف کر رہے ہیں۔ (۱۱) کوہ صفا و مروہ اور وہاں جو کلام مجید کی آیت کریمہ منقش ہے۔ وہ فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی ہے۔ (۱۲) روضہ شریف حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا سادہ فوٹو۔ (۱۳) مسجد حضرت عائشہ صدیقہؓ جہاں سے حاجی عمرہ باندھتے ہیں۔ (۱۴) محمل شامی کا میدان عرفات میں قابل دید نظارہ۔ (۱۵) محمل مصری کا شاندار سین۔ (۱۶) پرانے مدینہ میں اسلام کی پہلی مسجد قبا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے اوّل تیار کی اور کرائی۔ (۱۷) سیدنا امیر حمزہ کا مزار جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ (۱۸) بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ (۱۹) حرم شریف بیت المقدس میں رحمت اور توبہ کے دروازے۔ (۲۰) صخرہ یعنی وہ بہشتی پتھر جو مسجد اقصےٰ میں معلق تھا اسکا فوٹو اور مسجد کے اندر کا قابل دید نظارہ۔ (۲۱) بیت المقدس میں مسجد سیدنا حضرت عمرؓ اور شہر کا عام دلچسپ سین۔

یہ وہ نقشے نہیں جو بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں عام طور پر فروخت ہوتے ہیں۔ یہ اصلی فوٹو ہیں۔ اس لئے آپ ان کو منگا کر اپنے مکانوں اور کمروں کو زینت بخشیں۔ روضہ شریف کا رنگین فوٹو قیمت فی عدد ۳؍ سائز ہر ایک فوٹو ۱۴×۱۱ انچ ہے۔ لیکن مکمل سٹ کیساتھ یہ رنگین فوٹو اسی قیمت یعنی دو روپے آٹھ آنے ۲؍ میں دیا جاتا ہے علیحدہ ۳؍ کو ملتا ہے۔ مشاہیر ملک کی مختلف رائیں حسب ذیل ہیں (۱) ڈاکٹر محمد اقبال ایم۔ اے اماکن مقدسہ کے فوٹو نہایت عمدہ ہیں۔ کوچۂ جاناں کی تصویر عشاق کو کیوں پسند نہ ہوگی۔ (۲) آنریبل جسٹس خان بہادر میاں شاہدین صاحب جج چیفکورٹ پنجاب۔ مقامات مقدسہ کے فوٹو گرافس اور مسجد نبوی کا فوٹو نہایت عمدہ اور دلچسپ ہیں۔ (۳) مولینا قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواردی۔ ہر مومن کو چاہیئے کہ ان نقشوں سے مکان کو آراستہ کرے۔ (۴) حضرت مولینا خواجہ حسن نظامی صاحب۔ حرمین شریفین کے نقشے بیشمار بنتے ہیں مگر ان تصاویر میں جو بات ہے وہ کسی نقشہ میں نہیں کیونکہ مطابق موقع اور صحیح ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر دفتر صوفی پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب

اُجرت اشتہارات

رسالہ اشاعت اسلام کا دائرہ اشاعت پونے دو سال کے قلیل عرصہ کے اندر بفضل اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو ہزار سے متجاوز کر گیا ہے۔ اور امید واثق ہے کہ بڑی عجلت سے اس کا دائرہ اشاعت دس ہزار ہو جاوے گا۔ مشتہرین کے لیئے اپنے اشتہار درج کرانے کا اس سے بڑھ کر نادر موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

مینیجر رسالہ ھذا

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک بار	انداز صفحہ
؏ ۸ر	للعہ ۸ر	عاؔ ۸ر	عہ	چوتھائی
[illegible]	لعہ	صہ	عاؔ	نصف
[illegible]	[illegible]	[illegible]	للعہ	پورا

نوٹ:۔ باقی امورات خط و کتابت سے طے ہو سکتے ہیں۔

ست سلاجیت

مقوی اعصاب ہے۔ معدہ و دیگر اعضاء رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ بدن میں چستی پیدا کرتا ہے۔ انگریزی قیمتی ادویات کے مقابل یہ کم قیمت مفرد دوائی دماغی کام کرنے والوں کے لیئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ کام کے بعد تھکاوٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ اگر اسے اکسیر البدن کہا جائے تو مبالغہ نہیں۔ نعمت گلگت کے پہاڑوں سے سلاجیت منگوا کر ست طیار کیا جاتا ہے۔ درد کمر، زکام، ریزش، کھانسی کو رفع کرتا ہے۔ چوٹ کے درد کیلیئے تو حکمی علاج ہے۔ ہر موسم میں مرد و زن ضعیف بچے بغیر کسی پرہیز کے استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ جو قریباً تین ماہ کے لیئے کافی ہے (عہ) ترکیب استعمال صبح یا شام [illegible] ایک چاول یا [illegible]

نوٹ: قیمت واپس اگر خالص نہ ہو۔ المشتہر کارخانہ ست سلاجیت [illegible] بلڈنگس نولکھا لاہور

فہرست کتب اشاعت اسلام
تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

براہین احمدیہ حصہ اول المعروف بہ قرآن ایک علمی معجزہ (اردو) اور عالمگیر الہام ہے۔ اردو قیمت ---- (۱۰)

ام الالسنہ یعنی عربی مبین کل زبانوں کی ماں ہے اردو قیمت صرف دس آنے ---- (۱۰)

اسوۂ حسنہ الموسوم بہ زندہ اور کامل نبی اردو ---- (۸)

احادیث نبوی کا ثبوت۔ اقتباس انگریزی ---- (۲)

مسلم پریئر ---- (۴)

صحیفہ آصفیہ تبلیغ بحضور نظام حیدر آباد دکن قیمت صرف دو آنے ---- (۲)

[illegible] انگریزی و اردو قیمت فی کتاب ---- (۱)

مسلم مشنری کے ولائتی لکچروں کا اور تین عدد انگریزی (۳)

مسلم اٹ ہوم انڈر گورنمنٹ انگریزی کرشن [illegible] اردو قیمت فی کتاب ایک آنہ ---- (۱)

اسلامک ریویو اور مسلم انڈیا کی جلد ۱۳-۱۹۱۲ء انگریزی قیمت مجلد ۱۳-۱۹۱۲ء (۶) جلد ۱۹۱۴ء ---- (۶)

رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ اسلامک ریویو کے سابقہ پرچے جولائی ۱۹۱۴ء لغایت دسمبر ۱۹۱۴ء قیمت صرف ایک روپیہ ---- (۱)

دیگر مختلف تصنیفات

قرآن کریم کے تفسیری نوٹ۔ پارہ اول مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اردو ---- (۶)

نکات القرآن حصہ دوم (۸) حصہ سوم ---- (۸)

عصمت انبیاء (۸) غلامی چار آنے ---- (۴)

ویسٹرن اویکنگ ٹو اسلام مصنفہ جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ۔ انگریزی قیمت صرف بارہ آنے (۱۲)

التوحید جس میں لا الہ الا اللہ کی مختصر تفسیر مصنفہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس قیمت (۱)

طریق مو[illegible] پرستی کی بنیاد اور اس سے بچنے کی آسان راہ مصنفہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

قیمت صرف ایک آنہ ---- (۱)

Miracle of Mercy پیغمبر [illegible]

دی سیرٹ اینڈ [illegible] انگریزی (۱۲)

اسلام اینڈ سوشلزم ---- (۳)

پیغام صلح انگریزی و اردو فی رسالہ قیمت (۱)

النبوۃ فی الاسلام نبوت کی اصل غرض و غایت مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے قیمت (۴)

[illegible] سادہ ---- (۴)

[illegible] ۱۹۱۵ء رسالہ اشاعت اسلام قیمت (۶)

خواجہ عبد الغنی مہتمم اشاعت اسلام بک ڈپو برانڈرتھ روڈ۔ احمدیہ بلڈنگس لنڈا بازار لاہور

نوٹ [illegible] ناظرین کرام ان کتب کو [illegible] غیر مسلم احباب میں مفت تقسیم کرا سکتے ہیں [illegible]